جنگل کی شہریت



عمران سیریز نمبر 102

جنگل کی شہریت

([illegible])

پیشرس

"ہلاکت خیز" اختتام کو پہنچی یعنی "جنگل کی شہریت" اس سلسلے کی آخری کتاب ہے، البتہ ابھی میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ جیمسن زندہ ہے یا مر گیا۔ بہر حال تلاش جاری ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی بازیابی کسی بہت ہی دلچسپ کہانی کے ساتھ ہو۔

فریدی اور حمید سے ملاقات کا مطالبہ بہت زور پکڑ گیا ہے۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک دھمکایا ہے کہ اگر اگلا ناول جاسوسی دنیا کا خاص نمبر نہ ہوا تو میرے خلاف "جیلی جام" ہڑتال کرادیں گے (اطلاعاً عرض ہے کہ ناشتے میں روکھی روٹیاں کھانے کا عادی ہوں جیلی جام ہڑتال سے میرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا)۔

ویسے میرا خود بھی یہی ارادہ تھا کہ عمران کو کچھ دن آرام کرنے دوں۔ بہت تھک گیا ہے۔ بیچارہ۔

ایک صاحب نے لکھا تھا کہ تھریسیا اور عمران کی شادی کرادی جائے تو بڑا مزہ آئے.... بھائی آپ کو کیا مزہ آئے گا؟ پہلے آپ اس کا جواب دیجئے پھر میں اس رشتے کی تجویز پر غور کروں گا۔ ویسے عمران کا یہ قول آپ کے علم میں بھی ہوگا کہ وہ ابھی شادی کے قابل ہی نہیں ہوا ہے۔

ایک اور صاحب رقم طراز ہیں کہ آپ کو سیاست میں ضرور حصہ لینا چاہئے لیکن شرافت سے .... بھائی جان، سیاست اور شرافت کو میرے فرشتے بھی یکجا نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا مجھے [illegible] قلعے [illegible]

[illegible]

ابن صفی

۳۰/جولائی ۱۹۷۷ء



سورج مغرب میں جھکنے لگا تھا.... عمران نے جیمسن کی گردن چھوڑ دی اور جوزف کو بھی رکنے کا اشارہ کیا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نئے خیال نے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے ہوں.... وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے اور ہزاروں فٹ کی گہرائی میں بے داغ سبزی حدِ نظر تک پھیلی ہوئی تھی۔ اتنی اونچائی سے اندازہ لگانا دشوار تھا کہ وہ محض گھاس کے میدان ہیں یا گھنے جنگل، جدھر سے کیبل کار انہیں اس چوٹی تک لائی تھی۔ اُدھر سے نیچے اُترنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کیونکہ دو ڈھائی سو فٹ تک چٹانیں سیدھی کھڑی ہوئی تھیں.... اُس کے بعد کہیں ایسی ڈھلان بنی تھی جس پر قدم جمائے جا سکتے....! جوزف نے دوسری طرف اُترنے کا جو راستہ تجویز کیا تھا۔ شائد وہی راستہ اس سے پہلے بھی کچھ لوگ استعمال کر چکے تھے.... وہاں کچھ ایسے ہی آثار ملے تھے!

"کیا بات ہے باس! رُک کیوں گئے۔؟" جوزف نے سوال کیا۔

"نیچے پہنچتے پہنچتے اندھیرا پھیل جائے گا۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے....!"

"تو پھر کیوں نہ یہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں جہاں رات گذاری جا سکے ویسے کیا خیال ہے تیرا.... یہ نیچے گھاس کے میدان ہیں یا جنگل....!"

"گھنے جنگل باس.... لیکن میں یہ نہیں بتا سکوں گا کہ ہم کہاں ہیں۔!"

"بس تو پھر.... یہیں کیا بُرے ہیں۔!"

"اور کیا....! بھوک لگے گی تو پتھر چاٹیں گے....!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "سردی تو ابھی

سے لگ رہی ہے۔!"

"پچھلی بار تو میرے کپڑے بھی اُتار لئے گئے تھے۔!" عمران نے کہا۔

"آپ سطح سمندر سے زیادہ اونچائی پر نہ رہے ہوں گے۔!"

"بے حد گھنا جنگل تھا.... اور شدید گرمی تھی۔!"

"تت.... تو آپ بالکل برہنہ تھے۔!"

"بس کمر کے گرد خشک گھاس کی جھالر لپیٹ دی گئی تھی! اِس بار دیکھو کیا گذرے۔!"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی یور میجسٹی....!"

"بہتیری سمجھ میں نہ آئیں گی۔ لہذا فی الحال صرف ایک بات ذہن نشین کرنے کی کوشش کرو کہ ہمیں ہر حال میں یہاں سے واپس جانا ہے۔!"

جوزف نے بڑی کربناک آواز کے ساتھ جماہی لی اور آنکھوں سے بہنے والا پانی خشک کر کے جیمسن سے بولا.... "باس کو کچھ دیر آرام کرنے دو.... ہم دونوں کچھ تلاش کریں....!"

"کچھ تلاش کرو گے....!" جیمسن اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"ہاں ہاں.... اور نہیں تو کیا بھوکے مریں گے....!"

"مطلب یہ کہ کھانے کو کچھ تلاش کرو گے.... لیکن یہاں کیا ملے گا....!"

"یلا کو ضرور ہو گا یہاں کیونکہ ٹپوکا بکثرت دکھائی دے رہا ہے....!"

"تو پھر ٹپوکا ہی کھالو.... یلا کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے....!"

"ٹپوکا زہریلا ہوتا ہے....!" جوزف نے کہا۔

"یہ کیا بکواس شروع کر دی تم دونوں نے....!" عمران انہیں گھورتا ہوا بولا۔

"پیٹ بھرنے کی بات ہو رہی ہے باس.... تم آرام کرو.... ہم دونوں ذرا کھانے کے لئے کچھ تلاش کرلیں.... اور شائد میرا بھی کام بن جائے۔!" جوزف نے کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "رات گذارنے کے لئے بھی کوئی جگہ تلاش کرو۔"

وہ دونوں عمران کو وہیں چھوڑ کر ڈھلان میں اُترنے لگے۔ کانٹے دار جھاڑیوں سے بچ بچ کر چلنا پڑ رہا تھا۔ اور یہ جھاڑیاں کھرنیوں کے سے پیلے پیلے پھلوں سے پٹی پڑی تھیں۔!

"یہی ٹپوکا ہے۔!" جوزف نے انہی پھلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اور یہ زہریلا ہوتا ہے۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"کھا کر آدمی مرتا تو نہیں ہے لیکن معدہ حلق میں آجاتا ہے اتنی الٹیاں ہوتی ہیں۔!"

"خیر.... خیر تو وہ یلا کو صاحب کہاں پائے جائیں گے....!"

"یہیں کہیں اُس کی بیلیں ضرور ہوں گی۔ کچے ٹماٹروں سے مشابہہ ہوتا ہے۔ لیکن واہ وا.... ذائقہ مصری کا اور خوشبو اناس کی....!"

"بہت میٹھا ہوتا ہے....!" جیمسن نے پوچھا۔

"لیکن اس مٹھاس سے جی نہیں بھرتا مسٹر! کھاؤ گے تو پتا چلے گا۔!"

دونوں ڈھلان میں اُترتے رہے۔ دفعتاً ایک جگہ جوزف رُک گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کسی قسم کی روئیدگی کو بغور دیکھنے لگا۔ پھر یک بیک زور سے ہنس پڑا۔ ایسی ہی ہنسی تھی کہ دل کی گہرائیوں سے طلوع ہونے والی لگی تھی۔ جیمسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا۔!

پھر جوزف سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اُس کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی چمک عود کر آئی تھی۔ اُس نے جیمسن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے کہا۔ "اب میں ساری زندگی اس جنگل میں گذار سکتا ہوں۔!"

"یک بیک تم پر کوئی بدروح تو مسلط نہیں ہو گئی ہے۔!" جیمسن ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔!

"نہیں پیارے.... مجھے وہ مل گئی ہے....!"

"کہاں ہے....!" جیمسن بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔!

"یہ رہی....!" جوزف نے اس ننھی ننھی گھاس کی طرف اشارہ کر کے کہا جسے گھٹنوں کے بل بیٹھا دیکھتا رہا تھا۔ یہ گھاس بناوٹ میں دوب سے مشابہہ تھی لیکن رنگت عجیب سی تھی۔ پتیوں کی اُوپری سطح فالسئی تھی اور نچلی سطح گہری سبز.... اور وہ بہت تھوڑی سی جگہ میں اُگی ہوئی تھی۔

"یہ ہے کیا بلا....!" جیمسن نے پوچھا۔

"بلا نہ کہو میرے دوست.... یہ نازک اندام [illegible]

ہے"

"یلا کو کہاں ہے؟" جیمسن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

جوزف نے آنکھوں پر ہتھیلی کا سائبان بنا کر دور دور تک نظر دوڑائی اور مایوسی سے

بولا۔ ”اُس کیلئے شائد اور نیچے جانا پڑے گا۔“

پھر وہ دوبارہ گھٹنوں کے بل وہیں بیٹھ گیا اور بڑے احتیاط سے اُس گھاس کو ایک ایک کر کے چٹکی سے اکھاڑنے لگا۔

جیمسن نے بھنا کر عمران کی طرف دوڑ لگادی.... واقعی دوڑا تھا چڑھائی پر.... اور عمران کے قریب پہنچ کر گر پڑا تھا۔

”ہائیں.... ارے.... کیا ہوا....!“ عمران اُچھل پڑا۔

”پپ.... پاگل ہو گیا.... ہے.... سالا۔!“ جیمسن ہانپتا ہوا بولا۔

”کون.... جوزف....!“

”جج.... جی ہاں.... ! یلا کو ڈھونڈنے کی بجائے.... گھاس اُکھاڑ رہا ہے۔! کہتا ہے کہ یہ نازک اندام حسینہ سرمستی کے دیوتا کی مونچھ کہلاتی ہے۔!“

”آہا.... تو شپلالی مل گئی بدبخت کو.... کیا نیلے رنگ کی ننھی ننھی گھاس ہے۔!“

”نیلی تو نہیں غالباً جامنی رنگت ہے....!“

”وہی وہی....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”شراب کی طرح خون کی روانی تیز کرتی ہے اور نشہ لاتی ہے....!“

”نہیں....!“ جیمسن جلدی سے اٹھ بیٹھا۔!

”ہاں.... اَب اُسے یلا کو یاد نہیں رہے گا....!“ کہتا ہوا اٹھا اور ڈھلان میں اُترنے لگا۔

جوزف بڑے انہماک سے گھاس اُکھاڑنے میں مشغول تھا۔ شائد ایک آدھ پھنکی بھی لگائی تھی اور مسلسل جگالی کیے جا رہا تھا۔

عمران نے عقب سے اُس کا گریبان پکڑا اور اٹھاتا چلا گیا۔

”بب.... باس.... خدا کیلئے.... اگر ایک پتی بھی ضائع ہو گئی تو....!“

”شٹ اَپ.... یلا کو کہاں ہے....!“

”ابھی.... ابھی.... بتاتا ہوں باس.... یہ تھوڑی سی [illegible]“

”یلا کو....!“

”مم.... میں نے اِسے پہچان بتادی ہے!“ جوزف نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”پتا

نہیں یہاں سے کب بھاگنا پڑ جائے۔ یہ ذرا سی مل گئی ہے.... اُکھاڑ لینے دو باس۔"

"اُکھاڑو....!" عمران اسے دھکا دے کر بولا۔

پھر وہ جیمسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔!

ڈھلان میں اترتے ہوئے جیمسن اطراف و جوانب میں نظر دوڑاتا رہا تھا۔ اچانک وہ رُک گیا.... بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر بولا "وہ ڈھیر دیکھئے.... کسی قسم کی بیل ہی معلوم ہوتی ہے۔ پھیلنے کی بجائے ایک ہی جگہ اکٹھا ہو گئی ہے۔!"

"ہاں ہے تو....!"

"ہو سکتا ہے وہی بیل ہو جس میں یلاکو لگتے ہیں... کچے ٹماٹروں سے مشابہہ ہوتے ہیں۔!"

وہ دونوں اُسی طرف بڑھے! بائیں جانب گھوم کر پھر چڑھائی پر جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بیلوں کے اُس ڈھیر کو الٹتے پلٹتے نظر آئے جوزف کے بیان کردہ پھل وافر مقدار میں ہاتھ لگے تھے۔!

"پہلا پھل کون کھائے گا یور میجسٹی۔!" جیمسن نے عمران سے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ تم ہی....!" عمران نے رواروی میں جواب دیا۔ کیونکہ وہ تو اُسی بیل کے جھاڑ جھنکاڑ پر جھکا ہوا شائد کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا تھا! پھر یک بیک بُری طرح کھانسنے لگا اور جیمسن اُچھل کر پیچھے ہٹ گیا... بیلوں کے درمیان پھوٹنے والا دھواں اُسے بھی نظر آ گیا تھا۔!

"یہ.... یہ کیا.... مصیبت ہے۔!" وہ ہکلایا۔

"کسی باورچی خانے کا دھواں معلوم ہوتا ہے۔ اُس سے پہلے میں نے فرائی کئے جانے والے گوشت کی بو محسوس کی تھی....!" عمران نے جواب دیا اور وحشیانہ انداز میں بیلوں کے اُس جھنکاڑ کو اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش کرنے لگا۔!

جیمسن بالکل ایسے ہی انداز میں اُسے دیکھے جا رہا تھا جیسے اُس کی دانست میں اُس کا کوئی اسکریو ڈھیلا ہو گیا ہو....!

پھر وہ اُچھل کر جوزف کی طرف بھاگا۔ یلاکوؤں کا ڈھیر بھی وہیں چھوڑ گیا تھا۔!

جوزف نے اُسے اس حال میں دیکھا تو بوکھلا گیا! اتنی دیر میں اُس نے وہاں کی ساری گھاس چن لی تھی اور اُس کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا....؟"

"تمہارے باس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔!" جیمسن ہانپتا ہوا بولا۔

"بتاؤ کیا ہوا.... جلدی کرو....!"

"یلا کو کی بیلیں اُکھاڑ پھینکیں کہتے ہیں کہ اُن سے فرائی کئے جانے والے گوشت کی خوشبو آرہی ہے۔ میں نے جھاڑیوں سے دھواں نکلتے بھی دیکھا تھا۔!"

"پتا نہیں کیا بکواس کررہے ہو، چلو میرے ساتھ۔!"

وہ اُسے وہیں لے آیا جہاں عمران کو چھوڑ گیا تھا۔!

ساری بیلیں اپنی جگہ سے اکھڑ چکی تھیں اور عمران قریب ہی بیٹھا یلا کو کھارہا تھا.... لیکن اُن کی نظریں اُس سوراخ پر جم گئیں جس سے دھواں نکل کر فضا میں منتشر ہورہا تھا.... یہ سوراخ بیلوں کے اُسی ڈھیر کے نیچے سے برآمد ہوا تھا۔ جس کا قطر چھ سات انچ سے کم نہ رہا ہوگا....!

"واقعی.... بہت لذیذ ہیں۔!" عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔

"لل لیکن یہ کیا ہے باس۔!" جوزف نے سوراخ کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

"کسی باورچی خانے کی چمنی.... دھوئیں میں گوشت کی خوشبو بھی شامل ہے۔ ذرا قریب سے سونگھو....!"

جیمسن پہلے ہی اُس سوراخ پر جھکا پڑا تھا اور حیرت سے اُسے دیکھے جارہا تھا.... اتنا مکمل دائرہ قدرتی نہیں ہوسکتا تھا.... یقیناً اُسے کسی انسانی ہاتھ ہی نے تراشا ہوگا.... جیمسن نے اپنے اس خیال کا اظہار بھی کردیا....!

"تم ٹھیک کہتے ہو....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو اس کا یہ مطلب ہوا باس کہ اس پہاڑ کے اندر کوئی ایسی جگہ موجود ہے جہاں گوشت پکایا جارہا ہو۔!"

"اَب اُس جگہ کی تلاش میں سر کھپاؤ۔!" عمران سر جھٹک کر بولا۔ "میں تو پیٹ بھر کر یہیں ڈیرہ ڈالتا ہوں....!"

"تو پھر میں جاؤں تلاش میں....!" جوزف نے کہا۔!

"خواہ مخواہ تھکنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ وہ خود ہی ہماری تلاش میں نکلیں گے۔!" عمران نے کہا۔ "بے فکری سے بیٹھے رہو۔ مار ڈالنا ہوتا تو وہیں مار ڈالتے ہمیں یہاں تک لانے کی کیا

ضرورت تھی۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔!" جیمسن نے کہا اور خود بھی بیٹھ کر یلا کو کھانے لگا۔!

جوزف بھی بالآخر کراہتا ہوا بیٹھا گیا اور جیمسن نے کہا۔ "اگر یہ یلا کو نہ ملتے تو کیا ہوتا۔"

"کچھ نہ کچھ تو ملتا ہی۔" جوزف بولا۔ "یہ شہر نہیں جنگل ہے۔ سب کا پیٹ پالتا ہے۔!"

"واقعی بہت لذیذ پھل ہے! کیا یہ سرخ بھی ہو جاتے ہیں۔" جیمسن نے پوچھا۔

"نہیں۔... کچے سفید ہوتے ہیں پکنے پر سبز ہو جاتے ہیں۔!"

"ابے ہم یہاں یلا کو پر ریسرچ کرنے نہیں آئے....!" عمران غرایا۔

"ہم آئے کب ہیں باس! لائے گئے ہیں....!"

"اچھا ابے! اگر لائے گئے ہیں تو یلا کو پر ریسرچ کریں گے....!"

"جو چاہو کرو۔ جنگل تمہارا ہے....اس پر کسی کا دعویٰ نہیں....!"

"کیوں بکواس کر رہا ہے....دعویٰ نہ ہوتا تو ہم اپنے گھروں پر ہی خوش نہ ہوتے۔"

"مطلب یہ کہ....!"

"شٹ اَپ....!"

جوزف نے جیمسن کی طرف دیکھا اور وہ صرف بائیں آنکھ دبا کر رہ گیا۔

عمران کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اچانک شمال مشرق سے بادلوں کا ایک ریلا آیا اور وہ گہری دھند میں ڈوب گئے۔ جیمسن کے تو دانت بجنے لگے تھے۔ سردی میں یکلخت اضافہ ہو گیا تھا....اور پھر ذرا سی دیر میں ایسی دھواں دار بارش شروع ہوئی تھی کہ انہیں گھٹنوں میں سر دے لینا پڑا تھا۔

"کک.... کیسی مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔!" جیمسن کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "خدا غارت کرے اِس تھریسیا کی بچی کو۔!"

"اے اُسے کچھ نہ کہو....!" عمران بولا۔

"پھر کسے کہوں....!"

"مجھے کہو! یہاں بیٹھ رہنے کی بجائے سر چھپانے کی کوئی جگہ تلاش کرنی چاہئے تھی۔!"

بارش جس تیزی سے آئی تھی۔ اتنی ہی جلدی رُک بھی گئی.... پہاڑ پر چھائی ہوئی بادلوں کی

دھند اُن سے دور ہوتی جارہی تھی۔

اچانک جوزف اٹھ کھڑا ہوا.... چوکنا ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا ساتھ ہی اُس کے نتھنے بھی رہ رہ کر اس طرح سکڑ رہے تھے جیسے کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

پھر وہ تیزی سے عمران کے قریب پہنچ کر بولا۔ "آس پاس کوئی گوریلا بھی موجود ہے باس....!"

"کیسے معلوم ہوا....؟"

"تم نہیں سمجھ سکو گے! بھیگنے کے بعد اُس کے جسم سے ایک خاص قسم کی بو منتشر ہوتی ہے۔!" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "اور ہم بالکل نہتے ہیں....!"

"ہاں ہیں تو.... پھر...." عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"بات گوریلے کی ہو رہی ہے یور میجسٹی۔!" جیمسن نے دانت کٹکٹا کر کہا۔

"میں سن رہا ہوں....!"

"اور اتنے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔!"

"تو کیا اٹھ کر گوریلے ہی کے سے انداز میں چہل قدمی شروع کر دوں۔!"

"خدا جانے آپ کو کیا ہو گیا ہے۔" جیمسن زیر لب بڑبڑا کر رہ گیا۔ ساتھ ہی اُس کی نظریں کسی اتنے بڑے پتھر کی تلاش میں سرگرداں تھیں جسے گوریلے کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا۔!

"ادھر دیکھ۔!" دفعتاً عمران نے جوزف کو مخاطب کیا۔ "کیا وہ یلا کو کھاتا ہے۔!"

"گوریلا.... ہاں ہاں بہت شوق سے کھاتا ہے۔!" جوزف نے جواب دیا۔

"اگر آس پاس کسی گوریلے کا وجود ہوتا تو یہ یلا کو اُس سے بچے ہوتے....!"

"ہاں.... یہ تو ناممکن ہوتا....!"

"پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی گوریلا آس پاس موجود بھی ہے۔ تو وہ یہاں کا مستقل باشندہ نہیں معلوم ہوتا....!"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔!" جیمسن بھنا کر بولا۔

"گوریلا اپنی قیام گاہ کے آس پاس بے حد خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر سفر میں ہے تو

آسانی سے مار کھا جاتا ہے۔!"

"تم یہ بھی جانتے ہو باس....!" جوزف نے حیرت سے کہا۔

"لیکن اگر وہ کئی عدد ہوئے تو....!" جیمسن بولا۔

"کئی عدد ہوتے تو ان کی آواز ضرور سنائی دیتی۔ تنہا گوریلا کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر آواز نہیں نکالتا....!"

"اگر میں گوریلوں کے بارے میں اتنا جانتا ہوتا تو شادی کر کے گھر بیٹھ رہتا۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا بات ہوئی....!" جوزف نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"عقل خبط ہو کر رہ گئی ہے۔!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"تو بھی تھوڑے سے یلا کو کھالے پتہ نہیں کب گوریلا آجائے۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں باس۔!"

"کہہ ڈال جلدی سے تاکہ...." عمران جملہ پورا نہ کر سکا! کیونکہ ایک طویل القامت گوریلے نے براہِ راست اُسی پر چھلانگ لگائی تھی! اور دونوں آپس میں گتھے ہوئے نشیب میں لڑھکنے لگے تھے.... پھر ایک بڑے کٹاؤ نے اُن کی راہ روک لی۔

"ناممکن.... قطعی ناممکن....!" جوزف مضطربانہ انداز میں کہتا ہوا آگے بڑھا۔

"کیا ناممکن ہے....!" جیمسن اُس کے پیچھے لپکا۔

"کوئی گوریلا ایسی چھلانگ نہیں لگا سکتا! یہ کوئی آدمی ہے گوریلے کی کھال میں۔!"

اُدھر وہ دونوں ایک دوسرے کو رگڑ ڈالنے کے لئے زور لگا رہے تھے۔

جوزف اور جیمسن بھی اُن کے قریب پہنچ گئے۔ جوزف نے پیچھے سے گوریلے کی گردن دبوچ لی اور جیمسن اُس کی ایک ٹانگ پکڑ کر موڑنے لگا۔ پھر اُس کی گرفت عمران پر ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ تو اس کی گرفت سے نکل گیا۔ لیکن جوزف اور جیمسن بدستور اُس پر طبع آزمائی کرتے رہے۔ ایک نے گردن دبوچ رکھی تھی اور دوسرا ٹانگ مروڑ رہا تھا۔ گوریلا نچلے دھڑ سے اُسی جانب بل کھاتا چلا جا رہا تھا۔ جدھر ٹانگ مروڑی جا رہی تھی.... دفعتاً عمران زور سے چیخا "ارے بدبختو.... کیا چچا کو مار ہی ڈالو گے.... چلو چھوڑو.... ہٹو.... غلط فہمی ہوئی تھی چچا کو....!"

جوزف اور جیمسن نے اُسے حیرت سے دیکھا اور گوریلے کو چھوڑ کر ہٹ گئے۔

"ابے او جوزف کے بچے.... کبھی خواب میں بھی اتنا لمبا گوریلا دیکھا تھا....!" عمران اُسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"نہیں باس۔!" جوزف ہانپتا ہوا بولا۔ "کبھی بزرگوں سے بھی نہیں سُنا۔!"

گوریلا بے حس و حرکت چت پڑا ہوا تھا....!

"بھوکا معلوم ہوتا ہے....!" جیمسن بولا۔

"چچا سنگ.... اَب اٹھ بیٹھو....!" عمران نے کہا۔ "اب تم شیخ کے خیمے میں ہو....!"

"میں واقعی بہت بھوکا ہوں....!" گوریلے نے کراہتے ہوئے کہا اور اٹھ بیٹھا۔

"یلا کو کھلاؤ چچا کو....!" عمران نے کہا۔

جیمسن دوڑ کر یلا کو اٹھا لایا.... سنگ انہیں غور سے دیکھتا رہا.... پھر بولا۔ "کچے ٹماٹروں سے خالی پیٹ میں آگ لگ جائے گی....!"

"تم کھا کر دیکھو.... یہ ٹماٹر نہیں ہیں!" عمران نے کہا اور خود بھی ایک اٹھا کر کھانے لگا۔!

سنگ نے یلا کو کھائے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں چہکنے لگا تھا۔!

"آخر بن مانس بننے کی کیوں سوجھی چچا....!" عمران نے پوچھا۔

"ایک طوطے نے زندگی تلخ کر رکھی تھی بھتیجے....!"

"طوطے نے....!"

"ہاں.... وہ کئی زبانیں بول سکتا ہے! ہر وقت سر پر منڈلاتا اور مجھے گالیاں دیتا رہتا تھا.... بس رات ہی کو اُس سے پناہ ملتی تھی....!

جیمسن اور جوزف زور سے ہنس پڑے....

"یقین کرو.... میں تمہیں دکھا دوں گا....!"

"قدرت کے کھیل ہیں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "جس نے ساری دنیا کو انگلیوں پر نچایا ہو.... وہ ایک طوطے سے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے! آخر وہ کس یونیورسٹی کا گریجویٹ ہے۔!"

سنگ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا پھر بولا۔ "بمشکل تمام جنگل سے نکل کر ادھر پہنچ سکا ہوں۔"

"اُس کالی عورت کا کیا ہوا تھا جس کے لئے تم مجھ سے لڑ گئے تھے۔!" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھی اور کہاں گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد میں نے خود کو اُس غار میں نہیں پایا تھا.....!"

"اور اُس کے بعد سے گوریلے کی کھال اوڑھ لی۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "بات حلق سے نہیں اُترتی چچا کہ تم نے محض کسی طوطے کی وجہ سے یہ کشٹ اٹھایا ہو۔ کوئی اور معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں.....!"

"کیے جاؤ بکواس۔!"

"اَب اُتار دو یہ کھال۔ اب کوئی طوطا تمہاری طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔! تمہارا بچھڑا ہوا بھتیجا پھر تم سے آن ملا ہے.....!"

"پہلے تو تم تنہا تھے۔ یہ دونوں کہاں رہ گئے تھے۔!" سنگ نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔!

"کہیں اور پھنس گئے تھے..... بہر حال میں نے بھی ہوش میں آنے کے بعد خود کو ان کے درمیان پایا تھا.....اور بس اَب بھٹکتے پھر رہے ہیں۔!"

"وہ کتیا ہمیں احساس بے بسی میں مبتلا کرنا چاہتی ہے۔!"

"خدا جانے میری تو عقل چکرا کر رہ گئی ہے۔!"

"کیا تم یہاں آج ہی پہنچے ہو.....!" سنگ نے پوچھا۔

"ہاں کچھ دیر پہلے.....اور تمہارے منتظر تھے.....!"

"کہاں کی ہانک رہے ہو۔!"

"اگر تمہاری کھال بارش میں نہ بھیگتی تو انتظار کرنے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ بارش ختم ہوتے ہی جوزف نے آس پاس کسی گوریلے کی موجودگی کا اعلان کر دیا تھا۔!"

"جیسے ساتھی تمہیں میسر ہیں بھتیجے۔ اگر میرے ساتھ ہوتے تو میں تین دن میں تھریسیا کا تختہ اُلٹ دیتا۔!"

"تم شوق سے ہمیں اپنا ساتھی تصور کر سکتے ہو۔!"

"بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو.....!"

"تم نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا چچا۔!"

"پہچان کر نہیں کیا تھا۔ ورنہ پہلے ہلے میں تمہاری گردن توڑ دیتا بھتیجے۔!"

"اب کوشش کرو.....!"

"اب ہوشیار ہوگئے ہو۔!"

"ختم بھی کرو ان پرانے جھگڑوں کو.... یہ بتاؤ سر چھپانے کے لئے بھی کوئی ٹھکانہ ہے تمہارے پاس یا نہیں.....!"

"ہے کیوں نہیں..... لیکن میں تمہیں وہاں ہرگز نہیں لے جاؤں گا۔!"

"تمہارا بھتیجا چور یا اُٹھائی گیرہ نہیں ہے۔!"

"اول درجے کا حرامی ہے سالا۔!"

"طوطے کا غصہ مجھ پر کیوں اتار رہے ہو۔!"

"میں جا رہا ہوں.....!" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.....!"

"کیا مطلب۔!"

"مطلب تم اچھی طرح سمجھتے ہو۔!"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔!"

"دھمکی دینا تو مجھے آتا ہی نہیں چچا.... براہِ راست ہاتھ چھوڑ دیتا ہوں۔ دھمکی کمزوری کی علامت ہے۔ ایک حیلہ ہے کہ شائد اسی طرح کام چل جائے اور پٹ جانے کا خطرہ مول نہ لینا پڑے۔!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو.....؟"

"بوڑھے ہو چلے ہو..... بھتیجے کو خدمت کا موقع دو.....!"

"میں تمہیں اپنی پناہ گاہ میں ہرگز نہیں لے جاؤں گا۔!"

"میں سمجھا.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شائد ایک آدھ چچی ہاتھ لگ گئی ہے! لیکن تم مجھے غلط سمجھے ہو۔ وہ عورت پہلے سے میرے ساتھ تھی جس کی وجہ سے ہمارا جھگڑا ہوا تھا۔ ورنہ مجھے اس سے کیا سروکار ہو سکتا ہے.....!"

سنگ خاموش رہا..... شائد کچھ سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "شراب نہ ملنے کی وجہ سے شائد میں کچھ چڑچڑا ہو گیا ہوں۔!"

"ابے چچا کو بھی تھوڑی سی گھاس کھلا دے۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"تھوڑی سی تو ہے پاس۔ پھر میں کیا کروں گا....!"

"کیسی گھاس....!" سنگ نے پوچھا۔

"شراب ہی کا سا نشہ طاری کرتی ہے.... جوزف کے بیان کے مطابق۔!"

"کہاں ہے.... مجھے بھی دکھاؤ....!" سنگ لہک کر بولا۔

جوزف نے تھوڑی سی پتیاں اُس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیں۔ سنگ انہیں بغور دیکھتا رہا۔ پھر جوزف سے بولا۔ "اب کھا کر بھی دکھاؤ....!"

جوزف نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھری اور بھاڑ سا منہ کھول کر پھنکی لگا گیا۔ اور جگالی کر کر کے شپلالی کا عرق چوستا رہا! سنگ نے بھی تجربہ کیا اور عمران سے بولا۔ "واقعی دماغ گرم ہو گیا ہے.... یہ تمہارا آدمی بہت کام کا معلوم ہوتا ہے....!"

"وہ پھل بھی اِسی کی دریافت ہے...." عمران بولا۔

"بھتیجے میں اسی آدمی کی خاطر تمہیں بھی برداشت کر لوں گا۔" سنگ نے کہا اور جوزف سے بولا۔ "میرے ٹھکانے کے قریب یہ گھاس بکثرت دکھائی دیتی ہے۔

"مارا گیا....!" عمران کراہ کر بولا۔ "اب تم دونوں دن رات چرتے رہا کرو گے۔"

"ذرا اور دینا....!" سنگ نے پھر جوزف کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اگر واقعی تمہارے ٹھکانے کے قریب ایسی گھاس موجود ہے تو تھوڑی سی اور دے دوں گا۔" جوزف بولا۔

"یہ پھل کہاں ملتے ہیں.... اور کیا کہلاتے ہیں۔!"

"جنگل میں یلاکو کہلاتے ہیں.... جنگل کے باہر ان کا کوئی نام نہیں۔ کیونکہ یہاں سے نکل ہی نہیں پاتے.... یہاں بہت ہو گا۔!"

"تو پھر چلیں....!" عمران نے سنگ سے پوچھا۔

"میرے پاس اس وقت پانچ عورتیں ہیں.... تم وعدہ کرو کہ گڑبڑ نہیں کرو گے....!"

"پانچ سو بھی ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی....!"

"اور دوسری بات....! وہ مجھے گوریلا ہی سمجھتی ہیں۔ اس لئے تم لوگ اُن کے سامنے مجھ

سے بات نہیں کرو گے۔اور ایسے بن جاؤ گے جیسے میں انہی کی طرح تمہیں بھی پکڑ لایا ہوں۔!"

"کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہمیں انہی کے لئے پکڑ لائے ہو!.... ارے اور کیا سمجھیں گی.... بھلا کسی گوریلے کے لئے ہم مردوں کا کیا مصرف....!"

"پھر یاد دلا دوں چچا کہ ہم تین ہیں۔!"

"مجھے چیلنج کر رہے ہو....!"

"اظہار حقیقت کو چیلنج نہیں کہتے۔ تمہاری کھال اُتار کر مادر زاد کر دینگے...."

"یہ بات ہے تو.... آؤ....!" سنگ کئی قدم پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

عمران نے زور دار قہقہہ لگایا.... لیکن جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا.... اس کا رویہ دیکھ کر جوزف اور جیمسن بھی اپنی جگہوں سے نہ ملے....!

"آؤ.... نا....!" سنگ نے ہاتھ ہلا کر انہیں للکارا۔

"جاؤ جاؤ....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "عورتوں کی صحبت نے تمہیں شیخی خورہ بنادیا ہے.... بس اَب جاؤ.... ورنہ مجھے مزید قہقہے آجائیں گے۔!"

"میں تمہیں اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔!" سنگ نے کہا۔

"حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے فی الحال تم سے کوئی سروکار نہیں۔!"

"ہو سکتا ہے سروکار ہو ہی جائے۔!"

"وہ کس طرح چچا جان....!"

"اُن پانچ عورتوں میں سے دو سفید فام ہیں.... میں نے انہیں تمہارے متعلق گفتگو کرتے سنا ہے....!اور وہ کل ہی اسی جگہ میرے ہاتھ لگی تھیں۔!"

جیمسن نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا.... اور عمران نے پُر تشویش انداز میں سنگ سے سوال کیا۔ "کیا اُن میں سے ایک کسی قدر بھاری جسم والی ہے....!"

"ہے.... اور بہت خوب ہے.... لیکن دوسری ابھی تک میرے قابو میں نہیں آئی....!"

"اُن کے ساتھ کوئی مرد بھی تھا۔!"

"نہیں....!"

"میں ضرور چلوں گا تمہارے ساتھ۔!"

"لیکن انہی شرائط کے ساتھ۔!"

"مجھے منظور ہے....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن جو تمہارے قابو میں نہیں ہے اُس سے دور ہی رہنا....!"

"کیوں....؟"

"بس! یہ میری ہابی ہے کہ میں ایسی عورتوں کا تحفظ کرتا ہوں....!"

"پھر تم نے وہی حرکت شروع کی....!"

"میں نے تمہاری ساری شرطیں منظور کرلی ہیں۔ ایک آدھ کی گنجائش تم بھی رکھو۔!"

"خیر.... یہ بعد کی باتیں ہیں۔ فی الحال تم چلو۔!"

"میں نے پہلے ہی سے آگاہ کردیا ہے۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔



وہ پانچوں ایک بہت بڑے غار میں قید تھیں.... غار بھی عجیب نوعیت کا.... اُس کے فرش کا کچھ حصہ مسطح تھا اور کچھ حصوں میں کنوؤں کی شکل کے کئی بڑے بڑے گڑھے تھے! سنگ نے پانچوں عورتوں کو انہی گڑھوں میں اُتار دیا تھا اور وہ اس کی مدد کے بغیر اُن گڑھوں سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں۔!

تین سیاہ فام عورتیں ایک ہی گڑھے میں نظر آئیں لیکن غار میں اندھیرا ہونے کی بناء پر ان کے خدوخال واضح طور پر دکھائی نہیں دیتے تھے۔!

"باس! مجھے تو یہ دونوں وہی فرانسیسی عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔!" جوزف آہستہ سے بولا۔

"شائد.... لیکن یہاں ان کی موجودگی میری سمجھ میں نہیں آرہی۔!"

"تم پوچھو ان سے....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُسے اس پر بھی حیرت تھی کہ سنگ انہیں تنہا کیوں چھوڑ گیا تھا۔ وہ جیمسن کو ساتھ لے کر مزید یلا کوؤں کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ باہر ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ دونوں یہ کام بخوبی انجام دے سکتے تھے۔!

عمران ایک گڑھے میں جھک کر فرانسیسی میں بولا "کیا تم ریناہو۔!"

"کک.... کون ہے....!" گڑھے سے خوفزدہ سی آواز آئی۔

"ڈرو نہیں۔!" عمران نے کہا۔ "میں عمران ہوں۔!"

"اوہ....!" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن گڑھے کی گہرائی اتنی تھی کہ اُس کے ہاتھ اوپر تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔!"

"تت.... تم کہاں.... وہ درندہ کہاں گیا۔!"

"اُس کی بات چھوڑو.... یہ بتاؤ شیپرو کہاں ہے۔!"

"میں نہیں جانتی.... لیکن تم....!"

"میں تو سمجھا تھا کہ تم تینوں کو میرے خلاف ورغلا کر کی گوما بھیج دیا جائے گا جہاں تم جنرل کیو سے رابطہ قائم کر سکو۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی! میری آنکھ ایک کیبل کار میں کھلی تھی۔ میرے ساتھ سارہ بھی تھی .... ایک جگہ کیبل کار رُکی اور ہم سے اُترنے کو کہا گیا۔!"

"تم دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی موجود تھا۔؟"

"نہیں۔" آواز آئی تھی۔ "ہم دونوں اتر گئیں۔ اور کیبل کار فوری طور پر واپس چلی گئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ وائرلیس سے آپریٹ ہوتی ہے۔؟"

"پھر گوریلا تمہیں یہاں لے آیا۔!"

"کیا تم جانتے ہو۔!"

"ہاں مجھے علم ہے۔ ہم تینوں کو بھی وہی گھیر کر لایا ہے اور یہاں تک پہنچنے کی کہانی بھی وہی ہے جو تم نے سنائی ہے۔!"

"مجھے وہ گوریلا نہیں معلوم ہوتا۔!" رینا نے کہا۔ "کوئی آدمی ہے گوریلے کی کھال میں۔!"

"لیکن تم اُس پر اپنا شبہ ظاہر نہ ہونے دینا.... میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں.... مگر شیپرو کہاں گیا....!"

"خدا جانے.... اور سنو.... مجھے یقین ہے کہ تم زیرو لینڈ کے کارندے نہیں ہو۔ ہمیں بہکانے کی کوشش کی گئی ہے۔!"

"لیکن یہ حقیقت ہے کہ تھریسیا نے میرے ہی توسط سے تنزانیہ کے جنگی طیارے تباہ کرائے تھے میں تمہیں اطمینان سے بتاؤں گا.... وہ تصویر یاد کرو جس میں زیبرا مین میرے بستر کے قریب کھڑا تھا۔!"

"ہاں مجھے یاد ہے۔!"

"بحالت بیہوشی پڑا ہوا تھا سو نہیں رہا تھا۔!"

"میں یقین کرلوں گی۔ کیونکہ مجھے بھی کیبل کار ہی میں ہوش آیا تھا۔ اُس پوائنٹ سے کیبل کار تک مجھ پر کیا گذری ہو گی میں نہیں جانتی۔!"

"سارہ شائد دوسرے گڑھے میں ہے۔!"

"میں نہیں جانتی۔!"

"ٹھہرو....! میں دیکھتا ہوں....!" عمران نے کہا اور اُس گڑھے کی طرف بڑھ گیا جس میں دوسری سفید فام عورت تھی۔!

"ہیلو.... سارہ....!" عمران نے اُسے آواز دی۔

"کون ہے۔؟" وہ اچھل پڑی۔

"عمران....!"

"ارے تم.... تم کہاں....!"

"مجھے بھی گوریلا پکڑ لایا ہے۔!"

"تمہیں.... اوہ....!" وہ ہنس پڑی اور پھر بولی۔ "لیکن وہ تمہیں کیوں پکڑ لایا ہے۔ تمہارا کیا کرے گا۔!"

"تم بہت خوش معلوم ہوتی ہو۔!"

"حیرت انگیز تجربہ ہے موسیو عمران۔ وہ بالکل آدمیوں کی طرح محبت کرتا ہے۔!"

"تو تم خوش ہو۔!"

"بہت خوش.... وہ عجیب چیز ہے۔ کاش میں اُسے بتا سکتی کہ میں اُسے کتنا پسند کرتی ہوں۔!"

"تم دونوں کے علاوہ اُس نے تین کالی عورتیں بھی قید کر رکھی ہیں۔!"

"کر رکھی ہوں گی۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔!"

"اچھی بات.... تو خوش رہو۔!" کہتا ہوا عمران اُس گڑھے کے پاس سے ہٹ آیا۔

دوسری طرف جوزف کالی عورتوں سے گفتگو کر رہا تھا.... لیکن وہ کوئی افریقی زبان نہیں بول سکتی تھیں۔ انگلش گفتگو کا ذریعہ بنی تھی۔

اُن میں سے ایک کہہ رہی تھی۔ "اُس کمبخت گوریلے نے ہمارے مردوں کو مار ڈالا اور ہمیں ایک ایک کر کے یہاں اٹھا لایا۔!"

پھر اُس نے جوزف سے سوال کیا تھا کہ وہ کون ہے۔

"مجھے بھی پکڑ لایا ہے۔!" جوزف نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا کرے گا۔!"

"شائد مجھے اس لئے لایا ہے کہ میں تم لوگوں سے باتیں کروں اور غار میں روشنی کا انتظام کروں۔!"

"ہم بہت بھوکے ہیں.... آج اُس نے کھانے کو کچھ نہیں دیا۔!"

"اچھی بات ہے! میں کچھ تلاش کر کے لاتا ہوں....!"

"تم بھاگ کیوں نہیں جاتے.... ہم تو اس گڑھے سے نکل نہیں سکتے۔!"

"بھاگ کر کہاں جاؤں۔ یہاں اس غار میں کم از کم بارش اور دھوپ سے تو بچ سکوں گا۔!" جوزف نے کہا اور غار کے پاس سے ہٹ آیا۔ اُسے علم تھا کہ جیمسن اور سنگ یلا کوؤں کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں۔!

ادھر عمران رینا کے گڑھے کے قریب بیٹھا اُسے اپنی رام کہانی سنا رہا تھا۔ اُس کے خاموش ہونے پر رینا بولی۔ "میں پہلے تو غلط فہمی میں مبتلا ہوئی تھی لیکن پھر سوچا تھا کہ اگر تم زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہوتے تو اتنی بے دردی سے اپنے ہی آدمیوں کا قتل عام کیوں کرتے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ جب ہمیں بھی یہیں پھینکوا دینا تھا تو پھر وہ فلم کیوں دکھائی گئی تھی۔!"

"ہو سکتا ہے کہ شیپرڈ کو واپس بھجوا دیا ہو کیونکہ وہ ہر معاملے میں سختی سے میری مخالفت کرتا رہا تھا۔!" عمران نے کہا۔

"ممکن ہے....! لیکن اب ہمارا کیا ہوگا۔!"

"زبردستی زیرو لینڈ کے لئے کام کرایا جائے گا۔ تھریسیا کے بے شمار آدمی میرے ہاتھوں

مارے گئے ہیں۔ لاتعداد جیلوں کی نذر ہوئے ہیں۔ لیکن وہ مجھ پر قابو پانے کے بعد ہمیشہ اسی کیلئے کوشاں رہتی ہے کہ میں زیرو لینڈ کا ایجنٹ بننا منظور کرلوں....!"

"بڑی عجیب تنظیم ہے۔!"

"یہ لوگ قاتل کو سزائے موت دینے کی بجائے اُس سے اتنا کام لیتے ہیں کہ وہ کام کرتے کرتے مر جائے۔!"

"تمہارا کیا خیال ہے یہ آدمی جس نے گوریلے کی کھال پہن رکھی ہے ہم سے کیا چاہتا ہے۔!"

"کبھی اسکا شمار بھی زیرو لینڈ کے بڑوں میں ہوتا تھا۔ لیکن اب تھریسیا اس سے کھٹک گئی ہے۔!"

"تو تم اُس سے واقف ہو۔!"

"ناممکن ہے کہ تم بھی واقف نہ ہو۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"سنگ ہی....!"

"اوہ.... وہ چینی۔!"

"ہاں.... ہاں وہی.... تمہارے یہاں بھی اُس کا ریکارڈ ہوگا۔!"

"تو اس نے گوریلے کا روپ کیوں دھار لیا ہے۔!"

"سارہ جیسی عورتوں کیلئے.... جن کے لئے یہ تجربہ خوش کن اور تحیر خیز ہے۔! تم دونوں کے علاوہ تین کالی عورتیں اور بھی ہیں! ہاں.... توجہ سے سنو! اُس پر یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اس کی اصلیت سے آگاہ ہو گئی ہو۔ اُس سے تمہیں محفوظ رکھنے کی ذمہ داری میری ہے۔!"

"تم کیا جانو کہ میں محفوظ ہوں۔!"

"اُسی نے بتایا تھا۔ مجھے مصلحتاً اُس سے سمجھوتہ کرنا پڑا ہے۔!"

رینا کچھ نہ بولی۔ اتنے میں جیمسن اور سنگ واپس آگئے۔ دونوں ڈھیروں یلا کو اور جلانے کے لئے خشک لکڑیاں لائے تھے۔ غار کے ایک تاریک گوشے میں پہلے ہی سے آگ موجود تھی۔ اُس میں مزید خشک لکڑیاں ڈال دی گئیں۔

عمران رینا اور سارہ کیلئے یلا کو لے گیا تھا اور جوزف نے کالی عورتوں کو پہنچائے تھے۔!

پھر وہ بھی ایک جگہ بیٹھ کر کھانے لگے۔ جیمسن سنگ کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ اور دونوں کے

درمیان مختلف اقوام کی عورتوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ عمران کبھی کبھی کنکھیوں سے اُن کی طرف دیکھنے لگتا۔ جوزف یلاکو کی بجائے شیلالی سے شغل کر رہا تھا۔!

اچانک انہوں نے دیکھا کہ سنگ اوبکائیاں لیتا ہوا غار کے دہانے کی طرف دوڑا جا رہا ہے۔!

جیمسن جوزف کو آنکھ مار کر مسکرایا۔ پہلے تو جوزف کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔ پھر وہ جھپٹ کر جیمسن کے پاس پہنچا۔

"کیا تم نے اُسے پٹوکا کھلا دیا ہے۔!"

"اپنے باس کو نہ بتانا۔!" جیمسن آہستہ سے بولا۔

سنگ کے دھاڑنے کی آواز برابر چلی آ رہی تھی۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ساری زندگی کا کھایا پیا اِسی وقت نکل جائے گا اور اگر وہ زندہ رہا تو چلنے پھرنے کے قابل بھی نہیں رہے گا کئی دنوں تک۔" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

عمران انہیں سرگوشیاں کرتے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اُن کے قریب آ کھڑا ہوا۔ وہ بلکخت خاموش ہو گئے۔

"کیا بات ہے۔ کیا کسی یلاکو میں مکھی گھسیڑ دی تھی۔!" عمران نے جیمسن کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں جناب۔ بھلا میں کیوں۔!"

"پھر وہ کیوں مر رہا ہے۔!"

"بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں یور میجسٹی۔ ہم سبھی یلاکو کھا رہے ہیں۔!"

"تو کیوں خاموش ہے جوزف۔!"

"میں کیا بولوں باس۔!"

"وہ الٹیاں کیوں کر رہا ہے۔!"

"وہی جانے باس! میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔!"

"تم دونوں کے درمیان ابھی تک کیا باتیں ہو رہی تھیں۔!"

"میں نے مسٹر جیمسن سے پوچھا تھا کہ کہیں انہوں نے اس کو پٹوکا تو نہیں کھلا دیا۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"یہ پٹو کا کیا بلا ہے۔!"

"ایک زہریلا پھل ہوتا ہے باس۔!"

"اسے علم ہے۔!"

"ہاں.... میں نے بتایا تھا۔!"

عمران پھر جیمسن کو گھورنے لگا اور وہ تڑسے بولا۔"اُسی سے جا کر پوچھ لیجئے کہ میں نے اُسے کیا کھلایا تھا۔ یلا کو توڑتے وقت خود ہی ایک پٹو کا نگل گیا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔!"

"ارے مر گیا۔ کوئی آؤ....!" غار کے دہانے کی طرف سے سنگ کی کراہ سنائی دی....

عمران تیزی سے اُسی جانب بڑھ گیا۔ اور جیمسن جوزف پر اُلٹ پڑا۔

"اتنی سی بات دل میں نہیں رکھ سکے۔!"

"میں کیا کرتا مسٹر.... باس نے سوال ہی ایسے کئے تھے لیکن میں نے اُن سے یہ تو نہیں کہا کہ واقعی تم نے اُسے پٹو کا کھلایا ہے۔!"

"اَب بتادینا کہ میں نے دو تین یلا کوؤں میں سوراخ کر کے پٹو کا کا گودا اندر پہنچا دیا تھا۔ اور کھاتے وقت وہی یلا کو اُسے تھما دیئے تھے۔!"

"تم نے آخر ایسا کیا ہی کیوں۔ باس جو مناسب سمجھتے کرتے۔!"

"میں ایسے لوگوں کو جان سے مار دینا چاہتا ہوں جو عورتوں سے وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔!"

"پھر بھی باس سے پوچھے بغیر۔!"

جوزف جملہ پورا نہ کر سکا۔ کیونکہ عمران سنگ ہی کو سہارا دیئے اُسی طرف آتا دکھائی دیا تھا۔ سنگ کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اگر عمران نے اُسے چھوڑ دیا تو دھڑام سے نیچے آرہے گا۔ جوزف بھی اٹھا۔ لیکن جیمسن نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ اُن دونوں نے مل کر سنگ کو بہ آہستگی لٹا دیا۔

سنگ مسلسل کراہے جارہا تھا۔ دفعتاً اُسے پھر ابکائیاں آنے لگیں۔ مگر شائد اب معدے میں کچھ تھا ہی نہیں۔ نکلتا کیا۔ بس پیٹ دبائے ابکائیاں لیتا اور قلابازیاں کھاتا رہا۔!

پھر اچانک چیخنے لگا۔"پھنکا جارہا ہوں.... تپ رہا ہوں.... یہ کھال اُتار دو.... خدا کے لئے

اُتار دو۔!"

اس تکلیف کے عالم میں بھی اُسے خیال تھا کہ کہیں اُس کی اصلیت اُن عورتوں پر نہ آشکارا ہو جائے لہذا انگلش کی بجائے اُردو میں غُل غپاڑا مچا رکھا تھا۔!

"ٹھہرو.... میں کچھ کرتا ہوں....!" عمران اُس پر جھکتا ہوا بولا۔

پتا نہیں کس کس طرح سنگ نے وہ کھال اپنے جسم پر منڈھی تھی۔ بڑی دشواریوں سے الگ ہو سکی.... لیکن عمران نے اُسے آڑا کر کے اُس کے برہنہ جسم پر ڈال دیا۔

"ارے ہٹاؤ.... ہٹاؤ اِسے....!" سنگ کراہا۔

"نو مولود لگو گے چچا۔!" عمران بولا۔

"چپ بے.... ہٹاتا ہے یا.... میں....!"

"یا کچھ بھی نہیں کر سکتے.... میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتے۔!"

"ہٹا دیجئے....!" جیمسن نے کہا!"ہم فرض کر لیں گے کہ ابھی ابھی کسی گوریلن کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔!"

"چپ بے جُمن کے بچے۔!"

"آپ نے اِسے بھی بتا دیا یور میجسٹی۔!" جیمسن نے بُرا مان کر کہا۔

"میں نے کچھ نہیں بتایا۔ یہ خود ہی چلتی پھرتی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اسے کیا نہیں معلوم.... یہاں تک جانتا ہے کہ میرے پرنانا چوہے سے ڈرتے تھے اور شیر کا شکار کرتے تھے۔!"

"مجھ پر.... مجھ پر غشی طاری ہو رہی ہے....!" سنگ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"بیہوش ہو جاؤ....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "اسی میں فائدہ ہے۔!"

"انہیں نہ معلوم ہونے پائے.... اور.... اور.... اور....!"

وہ جملہ پورا نہ کر سکا! اور اُس کے دانت سختی سے جم کر رہ گئے! عمران نے غصیلی نظروں سے جمسن کی طرف دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر اُس گڑھے کے قریب پہنچا جس میں رینا تھی۔!

"کیا تم نے پھل کھائے۔!" اُس نے نیچے جھک کر اُس سے پوچھا۔!

"ہاں کھائے.... بہت لذیذ تھے! لیکن یہ شور کیسا تھا۔ کیا تمہارے کسی ساتھی کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔!"

"نہیں.... گوریلے کی کھال اُتر گئی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"اُسی پر اُلٹیوں کا دورہ پڑا تھا۔ کھال اُتروا دی اَب بیہوش پڑا ہے۔!"

"ہم کو اس گڑھے سے کب نکالو گے۔!"

"بس یہ رات اور گذار لو۔!"

"تمہاری موجودگی نے مجھے مطمئن کر دیا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر تم دونوں کو اس مہم پر کیوں بھیجا گیا تھا۔!"

"ہمارے پاس بہت ہی خاص قسم کے آلات تھے جنہیں میرے اور سارہ کے علاوہ اور کوئی آپریٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اُن آلات کا استعمال عام نہیں ہے۔ اور پھر میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسے ہوشربا حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔!"

"لیکن میں تو تمہارے ایمبش ڈٹیکٹر کے استعمال سے واقف تھا۔!"

"وہ کسی حد تک عام ہو چکا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ ہم اس جنجال سے کیسے نکلیں گے۔!"

"دیکھا جائے گا۔ بار بار اس سے بھی زیادہ خراب حالات سے گزر چکا ہوں۔!"

"لیکن میرے لئے پہلا اتفاق ہے۔!"

"فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن تم مجھ سے جھگڑا نہیں کرو گی۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اچھا۔ اب آرام کرو۔!" عمران نے کہا اور وہاں سے ہٹ آیا۔

سنگ اُسی حال میں بے خبر پڑا تھا۔ جوزف اور جیمسن آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے اور ہنستے بھی جا رہے تھے۔ اس بار عمران نے جیمسن کو بھی جگالی کرتے دیکھا۔

"آپ بھی شوق فرما رہے ہیں۔!" عمران نے اُسے للکارا۔

"بڑا سرور بخشتی ہے یور میجسٹی۔!"

"ارے تو کیا تم گھاس کھانے آئے ہو۔!"

"یہ بھی تو کھا رہا ہے۔!"

"پرانا جنگلی ہے۔!"

"مجھے بھی واپسی کی اُمید نہیں ہے جناب۔!"

"چلو سو جاؤ۔!"

"اتنی جلدی۔ ابھی نیند کہاں آئے گی۔!"

عمران اُن سے کسی قدر دور جا لیٹا تھا۔ کچھ دیر جاگتا رہا۔ پھر دوسری صبح ہی کو آنکھ کھلی تھی۔! سنگ پہلی ہی سی حالت میں چت پڑا نظر آیا۔ لیکن اُس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں.... پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔!

"کیا حال ہے تمہارا۔!" عمران نے اُس کے قریب کھسک کر پوچھا۔

سنگ نے آہستہ آہستہ اُس کی طرف سر گھمایا اور نحیف سی آواز میں بولا۔ "پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔!"

"تم نے یلاکو کے علاوہ اور کیا کھایا تھا۔!"

"کچھ بھی نہیں۔!"

"اچھی طرح یادداشت پر زور دو۔!"

"کچھ بھی نہیں۔ اُن پھلوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔!"

"وہ تو سبھی نے کھائے تھے۔!"

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران اُسے پُر تشویش انداز میں دیکھے جا رہا تھا۔ اتنے میں جوزف اور جیمسن بھی بیدار ہو گئے اور انہوں نے بھی سنگ کی مزاج پُرسی کی۔

"شائد اب تم یہ کھال نہ پہن سکو۔!" عمران بولا۔ "کیونکہ اُتارنے کی جلدی میں اسکا حلیہ بگڑ گیا ہے۔!"

"جہنم میں جائے۔!" سنگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اور ان عورتوں کا کیا کریں۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"وہ بھی جہنم میں جائیں۔!"

"کس کے ساتھ جائیں گی۔ تم میں تو چلنے پھرنے کی سکت نہیں معلوم ہوتی۔!" جیمسن ہنس پڑا۔

"اس سے کہو کہ بکواس نہ کرے۔!" سنگ نے عمران سے کہا۔

"اچھا اچھا.... کیا اب انہیں گڑھوں سے نکال لیا جائے۔!" عمران نے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ جو دل چاہے کرو۔!"

"واہ رے پٹھو کا۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"کیا مطلب.... کیا کہا۔!"

"کچھ نہیں اُن عورتوں کے مقدر پر عش عش کر رہا تھا۔ ویسے اُس سفید فام عورت کو بے حد دُکھ ہو گا تمہیں آدمی دیکھ کر۔!"

"میں کہتا ہوں اُن کی بات مت کرو۔!"

"اچھی بات ہے۔ میں انہیں یہ بتاؤں گا کہ ہم نے اُس گوریلے کو اتنا مارا کہ وہ کھال چھوڑ کر بھاگ گیا۔!"

سنگ نے برا سامنہ بنا کر آنکھیں بند کر لیں۔

"اب میرا مشورہ ہے کہ اسی کھال سے ایک ٹکڑا کاٹ کر کمر کے گرد لپیٹ لو۔!" عمران بولا۔

"تم ہی یہ کام کر دو.... مجھ میں تو سکت نہیں ہے۔!"

پھر عمران کو اس ناگوار مرحلے سے بھی گذرنا پڑا تھا۔ جیمسن ہونٹ بھینچ بھینچ کر ہنستا رہا۔ البتہ جوزف بے حد سنجیدہ دکھائی دیتا تھا۔

بڑی دشواریوں سے وہ پانچوں گڑھوں سے نکالی گئیں۔ اور عمران نے سچ مچ اُنہیں یہی بتایا کہ چاروں نے مل کر گوریلے کو مار بھگایا۔!

"لیکن یہ چوتھا کون ہے۔!" سارہ پوچھ بیٹھی۔!

"یہ بھی ہمارے ساتھ ہی تھا۔ گوریلے نے بیچارے کو بری طرح رگڑ ڈالا ہے۔ فی الحال اٹھ بیٹھ نہیں سکتا۔!"

رینا قطعی خاموش تھی۔ وہ تو جانتی ہی تھی کہ اصل بات کیا ہے۔!

ادھر جیمسن آہستہ آہستہ جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "ہم پر جو سیاہ پینٹ کیا گیا تھا بدستور موجود ہے۔ لیکن آخر یہ دونوں صاف ستھری کر کے کیوں بھیجی گئی ہیں۔!"

"میں کیا جانوں مسٹر۔!" جوزف بھنا کر بولا۔ "تم سارے مشکل سوال مجھی سے کرتے ہو۔!"

سنگ آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ سارہ عمران سے گوریلے کے بارے میں مزید سوالات کئے جا رہی

تھی اور اس کا موڈ بہت خراب معلوم ہوتا تھا۔ !کالی عورتیں گوریلے کو گالیاں دے رہی تھیں۔!

دفعتاً عمران نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ”تم تینوں وانڈیری تو نہیں ہو! بلکہ سرے سے افریقی ہی نہیں لگتیں۔!“

وہ کچھ نہ بولیں۔ عمران نے پھر پوچھا۔ ”مشرق بعید کے کس ملک سے تعلق ہے تمہارا۔!“

”جاپان سے....!“ اُن میں سے ایک نے جواب دیا۔

”یہاں کس طرح پہنچیں....!“

”ہمارے بوائے فرینڈز لائے تھے۔!“

”وہ کہاں ہیں....!“

”انہیں اُس منحوس گوریلے نے مار ڈالا۔!“

”کیوں نہ میں اس منحوس کو بھی مار ہی ڈالوں۔!“ جیمسن نے اردو میں کہا۔

”خاموش بیٹھے رہو۔!“ عمران غرایا۔

”میں عرض کر رہا تھا کہ اس نے تین آدمیوں کو مار ڈالا ہے.... خواہ مخواہ.... اور ہم قانون کے محافظ ہیں۔!“

”کس قانون کے محافظ ہو.... جنگل کے....؟ یہ جنگل کی شہریت ہے۔!“ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”آپ کی مرضی۔!“

”تمہیں اس سے تکلیف کیا پہنچی ہے! ہو سکتا ہے اِسے تم سے پہنچی ہو۔!“

سنگ نے سر گھمایا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔

”تم مطمئن رہو! میری موجودگی میں کوئی کسی بے بس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔!“

سنگ نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ دفعتاً سارہ چیخنے لگی۔ ”مجھے بتاؤ وہ کس طرف گیا ہے.... میں اُسے تلاش کروں گی....!“

”تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!“ رینا غرائی۔ سنگ نے پھر آنکھیں کھول دیں اور سارہ کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔

”سبحان اللہ۔ آپ تو بہت گہری نکلیں۔!“ جیمسن اردو میں بولا اور سنگ نے عمران سے

بدقت کہا۔ "کیا تم اس خبیث کی زبان بند نہیں کر سکتے۔!"

"اب اتنے چڑچڑے بھی نہ ہو.... تمہاری شخصیت پر نہیں سجتی یہ بات۔!"

"خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے۔!" سنگ کراہ کر رہ گیا۔!

"ویسے پیارے چچا جان۔ اگر میں اس عورت کو یہ بتادوں کہ گوریلے تم ہی تھے تو یہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کیونکہ اسے گوریلے میں اپنے لئے خلوص نظر آیا تھا۔ یقین کرو ایک مکار آدمی کی حیثیت سے تمہارا گلا گھونٹ دے گی۔!"

"ہوں۔!" سنگ کی یہ "ہوں" بہت طویل تھی۔ پھر وہ سارہ کو دیکھنے لگا۔ جیمسن جوزف کو آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔

عمران نے ریناسے فرنچ میں کہا۔ "مجھے حیرت ہے کہ تم دونوں پر جو سیاہ پینٹ تھا وہ کیوں اُتار دیا گیا۔ جبکہ ہم ویسے کے ویسے ہی رہے۔!"

"میں کیا بتا سکتی ہوں اسکے بارے میں....!"

عمران نے پُر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی اور اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "تم دونوں بیٹھے منہ کیا دیکھ رہے ہو۔! ناشتے کی فکر کرو گے یا نہیں۔!"

"پھر وہی بِلا کو....!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر اٹھتا ہوا بولا۔ جوزف بھی اٹھا اور دونوں غار کے دہانے کی طرف بڑھے.... لیکن جیسے ہی باہر نکلے ان کا راستہ روک لیا گیا۔ تین ریوالور بردار سامنے کھڑے تھے! اور ریوالور کا رخ غار کے دہانے ہی کی طرف تھا۔ تینوں سفید فام تھے۔

"واپس جاؤ....!" ان میں سے ایک بولا۔

لیکن وہ دونوں بت بنے کھڑے رہے....!

"تم نے سنا نہیں۔!"

وہ چپ چاپ مڑے اور اندر چلے آئے۔ عمران نے انہیں استفہامیہ انداز میں دیکھا۔

"وہ نہیں چاہتے جناب کہ ہم آوارہ گردی کریں۔!" جیمسن نے کہا۔

"کون نہیں چاہتے۔!"

"تین ریوالور بردار عین ہمارے پھاٹک کے سامنے موجود ہیں۔!"

عمران تیزی سے دہانے کی طرف بڑھا۔ رینا اُس کے پیچھے لپکی تھی۔!

"نہیں.... تم وہیں ٹھہرو۔" عمران نے مڑ کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

وہ تینوں اب بھی وہیں کھڑے تھے۔!

"واپس جاؤ....!" اُن میں سے ایک نے عمران کو للکارا۔

"تم کون ہو....!" عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

"بحث مت کرو۔!"

"ہم بھوکے ہیں۔ کھانے کے لئے کچھ تلاش کرنے جارہے تھے۔!"

"کھانا یہیں پہنچ جائے گا۔ واپس جاؤ۔!"

"ہم نو افراد ہیں۔!"

"ہمیں علم ہے۔!"

"ایک بیمار بھی ہے۔!"

"ہمیں علم ہے.... اُس سے کہو کہ کھال اُتار دے ورنہ اُسی میں سڑ جائے گا۔!"

"اوہ.... تو تم جانتے ہو۔!"

"ہم کچھ نہیں جانتے.... تم واپس جاؤ....!"

"اس طرح واپس جاؤ کے نعرے لگاؤ گے تو میں تقریر شروع کردوں گا۔!"

"تم نہیں سنو گے....!"

"صرف ایک بات اور.... میں غاروں میں زندگی بسر کرنے کا عادی نہیں ہوں.... کیا یہاں کوئی بنگلہ کرائے پر مل سکے گا۔!"

"محل تعمیر ہو رہا ہے تمہارے لئے۔!"

"شکریہ.... شکریہ.... ناشتہ جلد بھجوانا۔!" کہتا ہوا عمران واپسی کیلئے مڑ گیا۔

"ٹھہرو....!" اُن میں سے ایک نے کہا۔ عمران رُک کر مڑا۔

"تینوں سیاہ فام عورتوں کو یہاں بھیج دو۔!" اُس نے کہا۔

"تم نے آخر ان پر یہ ظلم کیوں ہونے دیا۔!"

"ہم کچھ نہیں جانتے جو کچھ کہا جارہا ہے کرو....!"

عمران نے شانے سکوڑے اور واپس آگیا اور اُن تینوں عورتوں سے باہر جانے کو کہا۔

"کیوں جائیں.... ہم نہیں جائیں گی۔!" ایک نے کہا۔

"وہ تمہیں طلب کرر ہے ہیں۔!"

"کون ہیں....؟"

"خود جاکر دیکھ لو.... میں تو نہیں پہچانتا۔!"

وہ ہچکچاتی ہوئی آگے بڑھیں.... دہانے تک گئیں اور پھر چیخیں مارتی ہوئی پلٹ آئیں۔!

"ہمیں بچاؤ ان سے۔!" اُن میں سے ایک عمران کے پیچھے چھپتی ہوئی بولی۔ "یہ درندے ہیں۔ اُس بن مانس سے بھی زیادہ خطرناک۔ خدا کیلئے ہمیں بچالو....!"

سفید فاموں میں سے ایک پستول تانے دوڑتا ہوا اُن کے پیچھے چلا آیا تھا۔!

"چلو.... چلو.... نکلو تم تینوں.... باہر نکلو....!" وہ ریوالور کو جنبش دے کر غرایا۔

عمران نے اپنے پیچھے پناہ لینے والی کا ہاتھ پکڑا اور گھسیٹتا ہوا بولا۔ "چلو جاؤ! کیا ہمیں بھی مرواؤ گی۔!"

وہ اُسے کھینچ کر سفید فام آدمی کے قریب لایا۔ پھر وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ عمران نے عورت کو دائیں جانب دھکا دے کر ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا۔ ساتھ ہی اُس کا دایاں گھٹنا بھی اوپر اٹھا تھا! حریف کراہ کر الٹ گیا! ریوالور عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"اسے سنبھالو....!" وہ جوزف سے کہتا ہوا دہانے کی طرف بڑھ گیا۔!

"ہوشیاری سے....!" اُس نے رینا کو کہتے سُنا۔

ریوالور اُس نے جیب میں ڈال لیا اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے غار سے باہر نکل آیا۔

"وہ تینوں اُس سے چمٹ گئی ہیں! گرالیا ہے اور بُری طرح مرمت کررہی ہیں چلو دیکھو۔!" اُس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں انہیں اطلاع دی۔ وہ بے ساختہ آگے بڑھے۔ عمران ایک طرف ہٹ گیا۔ لیکن وہ اُس سے ایک ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ ریوالور کا دستہ ایک کی گردن پر پڑا اور دوسرا جتنی دیر میں معاملے کی نوعیت کو سمجھ سکتا خود بھی سر پر چوٹ کھا بیٹھا۔ یکے بعد دیگرے دونوں منہ کے بل گرے تھے۔ اور دوبارہ نہیں اٹھ سکے تھے۔!

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں ریوالور اٹھالئے اور جیمسن کو آواز دی۔!

وہ فوراً ہی دوڑ آیا تھا۔ اُن دونوں کو اس حال میں دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"جلد ہی ہوش میں آجائیں گے!انہیں بھی اندر ہی اٹھوالے چلو۔" عمران نے کہا۔

جیمسن کے پیچھے پیچھے رینا بھی وہیں چلی آئی اور وہی دونوں انہیں ایک ایک کر کے اٹھالے گئے۔ اُن کا تیسرا ساتھی ہوش ہی میں تھا۔

اُن دونوں کو اس حال میں دیکھ کر اُس کے منہ سے مغلظات کا طوفان اُمنڈ پڑا۔

"زبان بند کرو۔ ورنہ گلا گھونٹ دوں گا۔!" جوزف اُس کی گردن دبوچ کر بولا۔

عمران نے تینوں کی کارتوسوں کی پیٹیاں بھی اُتروالیں اس کے علاوہ اور کوئی کام کی چیز اُن کے پاس سے برآمد نہیں ہوئی تھی۔!

"تمہیں پچھتانا پڑے گا اس کیلئے جو کچھ کر رہے ہو۔!" سفید فام نے عمران کو وارننگ دی۔

اس دوران میں سنگ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن قطعی خاموش تھا۔ دفعتاً سفید فام نے اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کیا ہم نہیں جانتے تھے کہ گوریلا یہی ہے۔ جب چاہتے گولی مار دیتے۔!"

"میں اِن حرکتوں کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"تم ہو کون.....!" سفید فام نے نتھنے پھلائے۔

"کوئی بھی ہوں۔ لیکن تم میں سے نہیں ہوں۔!"

"وہ تو ظاہر ہی ہے۔!" اُس نے غصیلے لہجے میں کہا۔!

سارہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے سنگ ہی کو گھورے جارہی تھی۔ اُس نے اُس کے بارے میں سفید فام آدمی کا ریمارک سُنا تھا اور اُسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر دفعتاً جھپٹ کر سنگ کے قریب پہنچی اور کھال کے اُس ٹکڑے کو بغور دیکھنے لگی جو سنگ کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔!

"مجھے معاف کر دو بے بی۔!" سنگ آہستہ سے بولا۔

"کیا تم نے اُس کھال کو ضائع کر دیا۔!"

"مجھے کچھ پتا نہیں.... میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ میں بیہوش ہو گیا تھا جو کچھ کیا ہے انہی لوگوں نے کیا ہے۔!"

"خدا انہیں غارت کرے۔ انہوں نے میری مسرت مجھ سے چھین لی۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی۔!

"ویسے کیا میں گوریلے سے بھی زیادہ بدصورت ہوں۔!"

وہ اُس کے پاس سے ہٹ کر دور جا کھڑی ہوئی اور اُس طرف پشت کرلی۔

اُدھر عمران سفید فام آدمی سے کہہ رہا تھا۔ ”تم لوگ کسی غار میں تو رہتے نہ ہو گے اس پہاڑ کو کاٹ کر کوئی معقول سی جگہ بنائی ہو گی۔ وہاں تک پہنچنے کے راستے کی نشان دہی کرو۔!“

سفید فام قہر آلود لہجے میں بولا۔ ”زندہ رہنا چاہتے ہو تو حد سے آگے نہ بڑھو۔!“

”اچھا تو یہاں ہماری موجودگی کا مقصد ہی بتادو۔!“

”ہمیں خود اپنی موجودگی کا مقصد نہیں معلوم تمہیں کیا بتائیں گے۔!“

”وقت نہ ضائع کرو۔!“ سنگ نے عمران سے کہا۔ ”غالباً یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔!“

”اچھا تو پھر کیا ان تینوں کو اُبال کر کھائیں گے۔“ عمران نے بھنا کر پوچھا۔

”انہیں جانے دو اور ان کا اسلحہ بھی واپس کر دو۔“

”اور ان تینوں عورتوں کو بھی لے جانے دوں۔!“

”کیا فرق پڑے گا اس سے۔!“

”وہ جانا نہیں چاہتیں۔“

”جنگل کا قانون.....! یہی دیکھو کہ میں نے ان کے مردوں کو مار ڈالا ہے۔ یہ جانتے ہیں۔ لیکن مجھ سے باز پُرس نہیں کی! تم نے تھریسیا کو پریشان کر ڈالا ہے لیکن زندہ ہو.....!“

”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔!“

”اگر تم اپنے مقصد کا حصول چاہتے ہو تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مت الجھو۔ اسلحہ واپس کر دو۔!“

اُن دونوں کے درمیان اردو میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جیمسن نے کہا۔ ”آپ اسکی باتوں میں ہرگز نہ آیئے گا۔ الٹیوں نے اس کا دماغ بھی الٹ دیا ہے۔!“

”تم خاموش رہو.....!“ عمران غرایا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اُس نے سفید فاموں کا اسلحہ میگزین سمیت اُس کے سامنے رکھ دیا جو ہوش میں تھا۔!

”تمہاری بات پوری طرح میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ دراصل جو کچھ بھی ہوا ہے غلط فہمی میں ہوا ہے۔!“ اُس نے کہا۔

”ٹھیک ہے.....!“ سفید فام سر ہلا کر بولا۔ ”ہم بھی اسے بھول جائیں گے اور یہ تینوں

ہمارے ساتھ جائیں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اسلحہ واپس ہوتے ہی اُن تینوں عورتوں نے پھر چیخنا شروع کر دیا۔

"خاموش رہو۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم یہاں بہت دنوں سے ہو اور اپنی مرضی سے آئی ہو۔ ان حالات کی عادی.... ہم نووارد ہیں اور اپنی خوشی سے نہیں آئے۔ زبردستی ساتھ لائے گئے ہیں۔ اس لئے ایسے جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتے۔!"

"یہ ہم سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں۔!" ایک سیاہ فام عورت بولی۔ "ہم اس زندگی سے تنگ آگئی ہیں۔!"

"ہوسکتا ہے ہم بھی اپنی زندگیوں سے تنگ آجائیں۔!" عمران نے کہا۔

اتنے میں دونوں بیہوش آدمیوں نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر بے حس و حرکت پڑے رہ کر شائد حالات کا اندازہ لگاتے رہے پھر اپنے ساتھی کے قبضے میں اپنا اسلحہ دیکھ کر پھرتی سے اٹھ بیٹھے۔!

"سب ٹھیک ہے۔!" اُن کا ساتھی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ یہ تینوں ہمارے ساتھ جائیں گی۔!"

وہ دونوں خاموشی سے اٹھے اور اپنے اپنے ریوالور اور کارتوسوں کی پیٹیاں سنبھال لیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سے پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو.... وہ اُن تینوں عورتوں کو ساتھ لے کر غار سے چلے گئے۔!

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ریتا بولی۔ "میری تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا۔!"

"فی الحال کچھ سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔!" عمران بولا۔

"اس وقت میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لے کر اونچی آواز میں کہا۔

"کون سی بپتا پڑی ہے تم پر۔" عمران نے اُس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"ہم تین مظلوم عورتوں کی مدد نہ کر سکے۔!"

"یہاں ہزاروں مظلوم ہیں۔ اگر اس وقت ہم صرف تین عدد کے معاملے میں الجھتے تو شائد یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتے۔ لہٰذا اُن ہزاروں مظلوموں کو مدِ نظر رکھ کر فی الحال صبر کرلو.... اگر چچا بر وقت نہ ٹوک دیتا تو مجھ سے بھی عقلمندی سرزد ہی ہوگئی تھی۔!

"تم لوگ اگر انگلش ہی میں گفتگو کرو تو بہتر ہے۔!" ریتا نے کہا۔

"تمہارے خلاف کچھ نہیں کہا جا رہا۔" جیمسن نے نتھنے پھلائے۔

"تم اتنے چڑ چڑے کیوں ہو رہے ہو۔ ناشتہ ابھی آ جائے گا۔!" عمران نے کہا۔

ریتا اُس کے قریب آ کر اُسے بغور دیکھتی ہوئی بولی۔ "اگر انہوں نے ہم دونوں کو بھی لے جانا چاہا تو تمہارا رویہ کیا ہو گا۔!"

"ہم میں سے کسی کو بھی وہ زبردستی نہیں لے جا سکتے! اُس سے پہلے انہیں مجھ کو جان سے مار دینا پڑے گا۔!"

"لیکن میں تنہا رہ گیا ہوں۔!" سنگ کراہا۔

"کون کہتا ہے۔!" عمران اُس کی طرف مڑ کر بولا۔

"تم ابھی دیکھ ہی لو گے۔ اگر وہ تم لوگوں کیلئے کھانے کو کچھ لائے۔!"

"میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

سنگ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ سارہ بھی اٹھ کر عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی اور آہستہ سے پوچھا۔ "یہ آخر ہے کون۔؟"

"ہے میرا ایک شناسا۔! جو مجھ سے پہلے ہی یہاں آ پھنسا تھا۔!"

"آخر اس نے گوریلے کی کھال کیوں پہن رکھی تھی۔"

"عورتوں کا رسیا ہے لیکن دانتا کلکل سے گھبراتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"عورتیں گوریلا سمجھ کر اس کا دماغ نہیں چاٹتیں اور یہ نہایت سکون کے ساتھ اپنے کام سے کام رکھتا ہے.... پچھلے سال چھ ماہ تک ریچھ کی کھال پہن کر ایک چڑیا گھر میں مقیم رہا تھا۔ کیونکہ اُس چڑیا گھر کی ساری کارکن عورتیں تھیں۔!"

"میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی مار دوں۔!" سارہ دانت پیس کر بولی۔

"ذرا کچھ تندرست ہو جانے دو۔!"

"اسے آخر ہوا کیا ہے۔!"

"کسی پُراسرار بیماری نے جکڑ لیا ہے۔!"

"اَب بکواس بند کرو۔!" سنگ نے عمران کو فریج میں للکارا۔

"اوہو.... فریج بھی بول سکتا ہے۔!" سارہ نے کہا۔

"اسے دنیا کی بیشتر زبانوں پر عبور حاصل ہے۔!"

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ غار کے دہانے کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہی تینوں سفید فام پھر دکھائی دیئے اور اُن کے ساتھ ایک سیاہ فام عورت بھی تھی جس نے اپنے سر پر ایک بڑا سا ٹوکرا اٹھا رکھا تھا۔!

"یہ تمہارے لئے کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔!" ایک سفید فام نے ٹوکرے کی طرف اشارہ کیا۔ "ان چیزوں کو تم ہماری موجودگی ہی میں استعمال کرو.... لیکن۔!"

"لیکن کیا....؟" عمران نے سوال کیا۔

"اس میں اسے کچھ نہیں ملے گا۔!" اُس نے سنگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"کیا بات ہوئی۔!"

"اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے۔!"

"تب پھر تم اپنا یہ ٹوکرا واپس لے جاؤ۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"یور میجسٹی....!" جیمسن نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اَپ....!"

"بات نہ بڑھاؤ.... کھالو تم لوگ....!" سنگ ہی نے کہا۔ "ابھی میں کچھ کھا پی نہیں سکوں گا۔ کچھ کھانے کے تصور ہی سے معدہ حلق کی طرف آنے لگتا ہے۔!"

"وہ الگ بات ہے لیکن اس شرط کے ساتھ میں اسے قبول نہیں کر سکتا۔" عمران نے کہا۔

"تو تم اسے لینے سے انکار کر رہے ہو۔!"

"ہاں.... اس شرط کے ساتھ اس کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوں۔!" عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بھوکے مر جاؤ گے....!"

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔!"

"اچھی بات ہے۔!" سفید فام نے کالی عورت کو واپسی کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب غار سے نکلے

چلے گئے تھے۔!

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!" ریٹا بولی۔

"کیا وہ پھل بُرے تھے۔!" عمران نے اُس سے سوال کیا۔

"نہیں.... بہت خوش ذائقہ تھے۔!"

"بس تو فی الحال ہم انہی پر گذارہ کریں گے۔!"

"تم نے اچھا نہیں کیا۔!" سنگ بولا۔ "میرے ساتھ اُن کا یہی رویہ ہے۔ مجھے اپنے لئے خود غذا تلاش کرنی پڑتی ہے۔!"

"میں جارہا ہوں یلاکو کی تلاش میں۔!" جوزف اٹھتا ہوا بولا۔

"یہی بہتر ہوگا۔ میں بھی چل رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور جیمسن سے بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو گے۔!"

وہ دونوں غار سے باہر آئے۔ اِس بار اُن کا راستہ کسی نے بھی نہ روکا۔ دور دور تک کوئی بھی نہ دکھائی دیا۔

"باس! آخر وہ لوگ آئے کہاں سے تھے؟" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں سوال کیا۔

"کیا تمہیں وہ دھواں یاد نہیں.... !اسی پہاڑ کے اندر انہوں نے کوئی جگہ بنا رکھی ہے۔!"

"کیوں نہ ہم اُس کا راستہ تلاش کریں۔!"

"ابھی نہیں۔ پہلے یلاکو۔!"



جیمسن خاموش بیٹھا سنگ ہی کو گھورتا رہا۔ ریٹا اور سارہ دور جا بیٹھی تھیں۔ اور اتنی آہستگی سے گفتگو کر رہی تھیں کہ جیمسن سُن نہیں سکتا تھا۔ کبھی وہ اُن کی طرف دیکھتا اور کبھی سنگ کی طرف۔!

اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر سنگ کی گردن مروڑ دے۔ اس مردود کی بدولت وہ ڈھنگ کر [illegible] سے محروم ہو گیا تھا۔!

اُس نے سوچا اگر جان سے مار نہیں سکتا تو کم از [illegible]

ہذا اُس نے اردو میں ہانک لگائی۔ "ہاں.... جی وہ طوطا تو ابھی تک کہیں نہ دکھائی دیا۔ جس نے تمہیں گوریلا بنایا تھا۔!"

"دیکھ ہی لو گے کبھی نہ کبھی۔!" سنگ بیزاری سے بولا۔

"خواب میں....!"

"دیکھو میں الجھنا نہیں چاہتا.... تم اپنی زبان بند رکھو.... ورنہ پچھتاؤ گے۔!"

"میں نے تمہارا بڑا شہرہ سُنا تھا۔ لیکن تم تو دو چار الٹیاں بھی نہ سہار سکے۔!"

"پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔!"

"ہاتھ پیر تو ہلا نہیں سکتے! غصہ کیا آئے گا۔!"

دفعتاً رینا نے جیمسن کو مخاطب کیا۔ "کیا تم پھر اُسے چھیڑ رہے ہو۔!"

"نہیں.... اِس کے خون میں گرمی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ شائد اسی طرح اس کے ہاتھ پاؤں میں جان آجائے۔!"

"نہیں....! عمران نے تمہیں باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لہذا میں بھی اسے پسند نہیں کروں گی۔!"

"محض اِس لئے کہ مسٹر عمران کو پسند کرنے لگی ہو۔!"

"مجھ سے گفتگو کرنے میں محتاط رہو۔ ورنہ چمڑی اُدھیڑ دوں گی۔!"

"فکر نہیں! میں بھی گوریلے کی چمڑی چڑھا لوں گا۔!"

یکایک سارہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سنگ کے پاس آبیٹھی۔ سنگ نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کا تنفس کسی قدر تیز ہو گیا۔!

"تم بالکل فکر نہ کرو۔!" وہ جھک کر آہستہ سے بولی۔ "تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔!"

سنگ نے آنکھیں کھولے بغیر پوچھا۔ "کیا تم مجھ سے ناراض نہیں ہو۔!"

"کچھ دیر پہلے تھی۔ اب نہیں ہوں۔ تمہیں دوبارہ کھال نہیں پہننے دوں گی۔ باتیں بہت کم کرتا ہوں۔!"

"تم شوق سے باتیں کرو۔ جتنی چاہو کرو.... وہ عمران تو میرا مضحکہ اڑا رہا تھا۔ میں نے کسی وجہ سے کھال پہنی تھی۔!"

"پہنی ہو گی۔ میں وجہ بھی نہیں پوچھوں گی۔!"

"شکریہ....! تم بہت اچھی ہو۔!"

اُدھر جیمسن کا پارہ مزید چڑھنے لگا تھا۔ سارہ کے سلسلے میں خود امید واری کی سوچ رہا تھا۔ یہ مردود سنگ ہی کہاں سے ٹپک پڑا۔ وہ اُسے شروع ہی سے پسند آئی تھی۔ دفعتاً غار کے ایک گوشے سے ایسی آواز آئی جیسے کسی پرندے نے پر پھڑپھڑائے ہوں۔ وہ سبھی چونک کر اُس طرف متوجہ ہو گئے.... غار کے اُس حصے میں تاریکی تھی۔ اور پھر انہیں وہ پرندہ نظر آ گیا۔ جو اُن کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا اور کئی رنگوں والا افریقی طوطا تھا۔

وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگے اور سنگ نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کر ڈالی لیکن ناکام رہا۔!

اچانک طوطا انگلش میں بولا۔ "کیوں حرامی تم یہاں چھپے ہوئے ہو.... میں تمہیں نہ جانے کہاں کہاں تلاش کر آیا۔ خواتین و حضرات.... یہ وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے بعد بھی ماں کی شادی نہیں ہو سکی تھی۔!"

"دفع ہو جا مردود....!" سنگ دانت پیس کر بولا۔

طوطے نے بالکل کسی آدمی کے سے انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "خواتین و حضرات! تم میں سے کوئی مجھے فارسی بھی پڑھا سکتا ہے۔!"

"کیوں نہیں۔!" جیمسن بول پڑا۔ "فارسی میں ایسے آدمی کو نُطفہ نا تحقیق کہتے ہیں۔!"

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا جیمسن....!" سنگ دانت پیس کر بولا۔

"اوہ.... تم غصہ مت کرو....!" سارہ آہستہ سے بولی۔ "میں اس طوطے کو پکڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔!"

"اور پکڑتے ہی گردن مروڑ دینا۔!"

وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ طوطے کی طرف بڑھنے لگی۔

"ٹھہر جاؤ محترمہ۔!" طوطے نے کہا۔ "اگر مجھے میری مرضی کے خلاف پکڑا گیا تو میں دھماکے کے ساتھ پھٹ جاؤں گا اور پکڑنے والے کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ میں زیرو لینڈ کے عجائبات میں سے ہوں۔!"

"ٹھہر جاؤ.... ٹھہر جاؤ.... اُس کے قریب مت جانا....!" سنگ مضطربانہ انداز میں بولا۔

سارہ مڑ کر اُس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ واپس آ جاؤ۔!"

"یعنی یہ دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔!"

"ہاں.... یہ غلط نہیں کہتا۔ مجھے دھیان نہیں رہا تھا کہ یہ کس قسم کا طوطا ہو سکتا ہے۔!" ان لوگوں نے جانوروں اور پرندوں پر بھی عجیب قسم کے تجربات کئے ہیں۔!"

"حرامی ٹھیک کہہ رہا ہے محترمہ۔!"

سارہ پھر سنگ کی طرف پلٹ گئی اور جیمسن نے کہا۔ "طوطے صاحب! میں تمہیں فارسی پڑھا دوں گا۔!"

"میرا نام الیگزانڈر ہے۔!" طوطے نے کہا۔

"تو پھر فلسفہ تم نے ارسطو سے پڑھا ہوگا۔!"

"در ایں چہ شک۔!" طوطے نے فارسی میں کہا۔

"کمال ہے.... تمہیں تو آتی ہے فارسی۔!"

"بس اسی حد تک آتی ہے۔ اُس روایتی طوطے کی طرح جس کے مالک نے صرف یہی ایک جملہ رٹا دیا تھا۔!"

"خدا کی پناہ تمہیں اُس روائیتی طوطے کا بھی علم ہے۔!"

"میں ادب کا طالب علم بھی ہوں اور ساری دنیا کے ادب کے تراجم میری نظروں سے گذر چکے ہیں۔ ویسے تمہاری اپنی زبان کیا ہے۔!"

"تم نے نام بھی نہ سنا ہوگا۔!"

"پھر بھی.... بتاؤ.... شائد سُنا ہی ہو۔!"

"اُردو....!"

"مرزا غالب کا کوئی شعر سناؤں۔!" طوطے نے اُردو ہی میں کہا اور جیمسن اُچھل پڑا۔

"حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں....! دوسرا مصرعہ تم سناؤ۔!" طوطے نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے ابھی تک غالب کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا۔!"

"مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں۔!" طوطے نے دوسرا مصرعہ بھی پڑھ دیا۔

''میں فارسی میں اتنا قابل نہیں ہوں کہ تمہیں پڑھا سکوں۔!''جیمسن کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ ''یہ حرامی پڑھا سکتا ہے لیکن میں اِس سے نہیں پڑھوں گا۔!''

سنگ پڑا بل کھاتا رہا۔ اُس کی حالت دیکھ کر جیمسن کو ہنسی آ گئی۔ سنگ سارہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اُس سے بولا۔ ''میرا ایک کام کر دو۔!''

''بتاؤ میں ضرور کروں گی۔!''

''وہ اُدھر اس بڑے پتھر کے قریب چمڑے کا بڑا تھیلا پڑا ہوا ہے۔ اُسے اٹھا لاؤ۔!''

وہ اٹھ کر بتائی ہوئی سمت میں چل گئی۔ جیمسن طوطے سے بکواس کئے جا رہا تھا۔ وہ اس سے طرح طرح کے سوالات کرتا اور جوابات پر متحیر ہوتا رہا۔ ادھر سارہ وہ تھیلا اٹھا لائی اور سنگ کو تھماتی ہوئی بولی۔ ''کیا طوطے پر فائر کرو گے؟''

''نہیں بے بی، اس تھیلے میں ریوالور نہیں ہے، ہمیں نہتا کر دیا گیا ہے اور اسی بنا پر یہ لوگ اکڑ رہے ہیں۔!''

''لیکن تمہارے ساتھ یہ رویہ کیوں ہے؟ تمہیں کیوں ناشتے سے روک دیا گیا۔۔۔؟''

''مرضی ہے اُن کی، جو دل چاہتا ہے کرتے ہیں۔'' سنگ نے کہا اور تھیلے میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر شپلالی نکال کر منہ میں بھر لی۔

''ارے، ارے۔۔۔ یہ تو گھاس کھا رہا ہے۔'' طوطا چیخ پڑا۔

اُدھر جیمسن نے سوچا کہیں اب سنگ اٹھ ہی نہ بیٹھے۔ اُسے شپلالی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ حلق سے اترتے ہی خون کے دوران کو تیز کر دیتی تھی۔ اُس نے طوطے سے کہا۔ ''اب تم بھاگ جاؤ دوست۔۔۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں۔!''

''کیوں خیر۔۔۔ کیوں نہیں؟''

''اب یہ اٹھ کھڑا ہو گا۔''

''کیا گھاس کھا کر؟''

''ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔!''

''اٹھ کھڑا ہونے دو، میں اس کے ہاتھ نہیں آؤں گا۔ پہلے بھی بہت کوشش کر چکا ہے۔!''

''آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔۔۔!''

"اگر یہ مجھے اپنے باپ کا نام بتادے تو میں اِسے معاف کردوں گا۔!"

"تمہیں اس کے باپ سے کیا سروکار؟"

"اس کا نام لے لے کر گالیاں دوں گا جو ایسے بدذات کی پیدائش کا باعث بنا ہے۔!"

دوسری طرف سنگ شپلالی چبا چبا کر اس کا رس حلق سے اتار تا رہا۔ اثر.... حیرت انگیز ہوا تھا۔ سارے جسم میں گرمی دوڑ گئی تھی اور وہ فوری طور پر خاصی توانائی محسوس کرنے لگا.... پھر یک بیک اُس نے طوطے پر چھلانگ لگائی لیکن وہ اڑ کر دور جا بیٹھا اور بولا۔ "میں تو صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ تم زندہ ہو یا مر گئے۔ اب جا رہا ہوں۔!"

وہ پھر اڑا اور غار کے تاریک گوشے میں غائب ہو گیا جدھر سے آیا تھا۔ سنگ بھی اُسی طرف دوڑا گیا.... لیکن واپسی پر خالی ہاتھ تھا۔ جیمسن خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔

"اوہ.... تو تم اب بالکل ٹھیک ہو۔ وہ کس قسم کی گھاس تھی۔! سارہ نے حیرت سے پوچھا۔

"سارے چرندے ایسے ہی چاق و چوبند ہوتے ہیں۔" جیمسن بولا۔

"میں تجھے عمران کی موجودگی میں ٹھیک کروں گا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کس طرح تیری جان بچائے۔!"

"ابھی نپٹ لو۔" جیمسن نتھنے پھلا کر بولا۔

"نہیں، ابھی نہیں، ورنہ سچ مچ تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔!"

"نہیں، نہیں.... تم دونوں جھگڑا مت کرو۔" سارہ اُن کے درمیان آتی ہوئی بولی۔

رینا جیمسن کا بازو پکڑ کر دوسری طرف ہٹالے گئی تھی۔

"تم آخر چین سے کیوں نہیں بیٹھتے؟" اُس نے کہا۔

"اُس کی شکل دیکھتے ہی غصہ آجاتا ہے۔" جیمسن نے کہا۔

"لیکن تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمہارے باس کا کیا رویہ ہے؟"

جیمسن کچھ نہ بولا۔

"یہ طوطا میری سمجھ میں نہیں آیا....!" رینا نے کہا۔

"سمجھ میں تو میری بھی نہیں آتا، کیونکہ طوطے اتنا ہی بول سکتے ہیں جتنا انہیں رٹا دیا جاتا ہے۔ باقاعدہ گفتگو نہیں کرتے۔ قصے کہانیوں کی بات ہے۔"

اتنے میں عمران اور جوزف واپس آگئے.... ان کے پاس خاصی مقدار میں یلا کو تھے۔ سنگ کو اس حال میں دیکھ کر متحیر رہ گئے۔

''اب تم بات نہ بڑھانا۔'' ریتا نے جیمسن سے کہا۔ وہ کچھ نہ بولا۔

''اوہ.... یہ تو میرے دھیان ہی میں نہیں آئی تھی۔'' جوزف نے متاسفانہ لہجے میں کہا۔

''چلو.... ناشتے کی میز پر۔'' عمران نے ہانک لگائی۔

''میں ان پھلوں کو نہیں کھا سکتا۔'' سنگ نے کہا۔

''چلو کھاؤ.... وہ محض اتفاق تھا۔!''

وہ یلا کوؤں کے ڈھیر کے گرد بیٹھ گئے اور ریتا، عمران کو اُس حیرت انگیز طوطے سے متعلق بتانے لگی۔ سنگ اُن سے بہت دُور جا بیٹھا تھا۔

''تو وہ جھوٹ نہیں بولا تھا۔'' عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔''اگر یہاں ایسی کوئی حیرت انگیز چیز نظر آئے تو اس سے دور ہی رہنا۔''

''ہم کیا کر سکیں گے۔'' ریتا نے مایوسی سے کہا.... پھر اُس نے عمران کو اس وارننگ سے آگاہ کیا جو سنگ ہی نے جیمسن کو دی تھی۔

''تم باز نہیں آؤ گے؟'' عمران جیمسن کو گھورتا ہوا بولا۔

جیمسن سر جھکائے یلا کو کھاتا رہا۔''یقین کرو، تمہیں معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ کب تمہاری کس رگ پر ضرب لگی اور تم ختم ہو گئے۔ اُس سے اِس طرح محتاط رہو جیسے اندھیرے راستوں کے مسافر سانپوں کا دھیان رکھتے ہیں۔''

''سانپ کا سر ہی کیوں نہ کچل دیا جائے؟''

''فی الحال وہ سیلاب کا سانپ ہے اور ہم دونوں ہی اپنی اپنی زندگیاں بچانے کی فکر میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی مرحلے پر وہ ہمارے کام آسکے۔ کیونکہ دونوں کا دشمن ایک ہی ہے۔''

''بہتر ہے، اَب میں اُس سے نہیں اُلجھوں گا لیکن آپ بھی تو چٹکیاں لیتے رہتے ہیں۔''

''اور پوری طرح ہوشیار رہتا ہوں۔'' عمران نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سنگ کے قریب بیٹھا نظر آیا اور اُس سے کہہ رہا تھا۔''اب کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔''

"ضرور کرو۔" سنگ نے لاپرواہی سے کہا۔

"تمہیں کم از کم اس حصے کا جائزہ لینا چاہئے تھا جہاں طوطا غائب ہوا تھا۔!"

"میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔ اُن کی اِس کمین گاہ سے بھی واقف ہوں جو انہوں نے اس پہاڑ میں بنا رکھی ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے.... مجھے تو تھریسیا پر ہاتھ ڈالنا ہے۔"

"لیکن میرا مشن کچھ اور ہے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے تمہارے مشن سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے؟"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تو پھر میرا تمہارا کیا ساتھ؟"

"تمہاری مرضی۔" سنگ نے شانے سکوڑے۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ لیکن علیحدہ ہونے سے قبل ہمیں اس پر متفق ہونا پڑے گا۔ یہاں اس جنگل میں ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے۔"

"ارے تو کیا تمہیں میرے اس فیصلے کی اطلاع ابھی تک نہیں ملی۔" عمران نے حیرت سے کہا۔ "حالانکہ تمہیں اس کا علم اُسی وقت ہو جانا چاہئے تھا۔ جب تم بالکل بے دست وپا پڑے ہوئے تھے اور میں نے تمہارا ٹینٹوا نہیں دبا دیا تھا۔"

"ہاں، ہاں، ٹھیک ہے لیکن سارہ میرے ہی ساتھ رہے گی۔"

"اس کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا، رینا کرے گی.... کیونکہ سارہ خود بھی اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ رینا کے چارج میں ہے۔"

"یہ دونوں ہیں کون؟"

"فرنچ سیکریٹ سروس سے متعلق ہیں اور اِن کا پورا گروپ میرے چارج میں دیا گیا تھا۔"

"نکل آئی نا جھگڑے والی بات؟"

"یہ مسئلہ اسی جنگل میں پیدا ہوا ہے چچا، اس لئے مجبوری ہے۔"

"یعنی تم جھگڑا کرو گے؟"

"حتی الامکان یہی کوشش ہو گی کہ جھگڑا نہ ہو۔"

''اگر سارہ میرے ساتھ رہنے پر مصر ہوئی تو؟''

''میں کہہ چکا ہوں کہ ریتا کی موجودگی میں وہ اتنی بااختیار نہیں ہے۔''

''خیر.... خیر.... دیکھا جائے گا۔''

''ایک بات بتادوں۔'' عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔''اگر ریتا کو کوئی گزند پہنچا تو پھر اعلان جنگ سمجھو۔''

''ابے تو کیا میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔''

''اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟'' عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

''سارہ بے بی....'' سنگ نے سارہ کو آواز دی اور وہ دوڑی آئی۔

''ہم یہاں سے علیحدہ ہو رہے ہیں، تم کس کے ساتھ رہنا پسند کرو گی؟'' سنگ نے اُس سے پوچھا۔

''کس سے علیحدہ ہو رہے ہو؟''

''تم ریتا کی پابند ہو اور وہ میرے ساتھ ہے۔'' عمران بولا۔

سارہ نے مڑ کر ریتا کی طرف دیکھا۔ وہ دور کھڑی انہیں دیکھے جارہی تھی۔ عمران نے اُسے اشارے سے قریب بلایا اور بولا۔''گوریلے کا خیال ہے کہ وہ سارہ کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔''

''یہ ناممکن ہے۔'' ریتا نے سخت لہجے میں کہا۔

''سارہ بے بی، میں تمہارا فیصلہ سننا چاہتا ہوں۔'' سنگ بولا۔

لیکن اُس کے کچھ بولنے سے قبل بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر غار کے دہانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہی تینوں مسلح سفید فام آدمی پھر دکھائی دیئے۔ ریوالور ہاتھوں میں تھے۔ ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔''اب یہ دونوں ہمارے ساتھ جائیں گی۔''

''اب بتاؤ بھتیجے؟'' سنگ نے اردو میں کہا۔

''صرف یہی دونوں کیوں؟ ہم بھی کیوں نہیں؟'' عمران نے سفید فام آدمی سے سوال کیا۔

''تمہارا بھی وقت آئے گا۔''

''لیکن تم انہیں اس طرح نہیں لے جاسکو گے جس طرح اُن تینوں کو لے گئے تھے۔''

"اگر کسی نے دخل اندازی کی کوشش کی تو مارا جائے گا۔"

"میں دخل اندازی کروں گا۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"تم بیمار ہو، چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔"

"میں کہتا ہوں اگر تم تینوں زندہ رہنا چاہتے ہو تو چپ چاپ واپس چلے جاؤ۔ میں نہتا تم تینوں کے لئے کافی ہوں۔"

تینوں نے اس طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے کوئی غیر متوقع بات ہو گئی ہو۔

"میں سمجھتا ہوں۔" سنگ سر ہلا کر بولا۔ "واپس جاؤ اور مجھے مار ڈالنے کی اجازت حاصل کرو۔ اس سے پہلے یہ ناممکن ہے۔"

سارہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے سنگ کو دیکھے جا رہی تھی۔ سنگ نے اُن تینوں سے پھر کہا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ میں ضرور دخل اندازی کروں گا۔ اس لئے واپس جاؤ اور بدلتے ہوئے حالات کے تحت دوسرے احکامات حاصل کرو۔"

وہ کچھ نہ بولے.... جیمسن اور جوزف جہاں تھے وہیں بیٹھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

دفعتاً وہ تینوں مڑ کر باہر نکل گئے اور سنگ نے کہا۔ "اب جو تدبیر کرنی ہے کر لو.....!"

جوزف اٹھ کر عمران کے پاس آیا۔ "اب کیا کہتے ہو باس؟ تمہیں پہلے ہی اُن کا صفایا کر دینا چاہئے تھا۔ اگر وہ تینوں ریوالور ہمارے ہاتھ آ گئے ہوتے۔"

"یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں ہے۔" سنگ بولا۔ "تین ریوالور اور چند کارتوس سے تم کیا کر لیتے۔"

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" عمران نے سنگ سے پوچھا۔

"میں کیا سوچوں گا، جب تک تھریسیا نہ چاہے مجھے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

"اور اگر اب اس نے اپنے فیصلے میں تبدیلی کی تو.....!"

"دیکھا جائے گا۔ میں بروقت فیصلہ کر سکتا ہوں۔"

"میں بھی اس معاملے میں تم سے مختلف نہیں ہوں۔"

"بس تو پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھیے۔!" جیمسن طویل سانس لے کر بولا۔

"لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟" ریتا بول پڑی۔ "کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔"

"سوچتی رہو....." سنگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں جنگل میں کہیں بھی تھریسیا کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکا۔ یہ طوطا جو تم ابھی دیکھ چکی ہو محض مذاق نہیں ہے اور نہ اُس کا اصل مقصد چھیڑ چھاڑ ہے۔ یہ اُس وقت نمودار ہوا تھا جب میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ تھریسیا کے کتے میرا سراغ کھو چکے ہیں اور میں پوری طرح اُس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا لیکن طوطا میری کمین گاہ میں پہنچا تھا اور میرا نام لے لے کر پکارنے لگا تھا۔ میری جگہ اگر جیمسن جیسے کیڑے مکوڑے ہوتے تو اس حال کو پہنچنے کے بعد خودکشی کر لیتے۔"

"دیکھئے، دیکھئے.....!" جیمسن بھنا کر بولا۔ "آپ اسے کچھ نہیں کہہ رہے۔"

عمران اُسے گھور کر رہ گیا۔ لیکن سنگ بولا۔ "جب میں خود کو بے دست و پا محسوس کر رہا تھا۔ اُس وقت تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ اب میں تمہیں خودکشی پر مجبور کر دوں گا۔"

"اچھی بات ہے، میں بھی دیکھوں گا۔" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

جوزف نے اُس کا شانہ تھپک کر آہستہ سے کہا۔ "اپنا دماغ ٹھنڈا رکھو مسٹر ورنہ یہ واقعی تمہیں خودکشی پر مجبور کر دے گا۔"

"اب میں اسے مار ہی ڈالوں گا۔" جیمسن دانت پیس کر آہستہ سے بولا۔ "میرا رقیب بھی بن گیا ہے آخر۔"

"اس چکر میں تو بالکل ہی مت پڑنا۔ تم اسے اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ باس تک اس کے معاملے میں بے حد محتاط رہتے ہیں۔"

"خواہ مخواہ کا ہوا بنا رکھا ہے۔ میں تمہیں دکھاؤں گا۔ اگر چیونٹی کی طرح مسل کر نہ رکھ دوں تو نام بدل دینا۔"

"اے مسٹر، پھر کہتا ہوں، دماغ ٹھنڈا رکھو۔ تم باس سے زیادہ ہوشیار نہیں ہو۔"

"عورتوں کی وجہ سے اُن کی عقل چکرا گئی ہے۔"

"مت بکواس کرو..... وہ اُس مٹی کے نہیں بنے۔"

"خیر..... خیر دیکھ ہی لیں گے۔"

اچانک غار کے اُسی تاریک گوشے سے گہرے دھوئیں کا ایک ریلا آیا جس میں کچھ دیر قبل طوطا گم ہوا تھا اور اَب اُس دھوئیں میں صرف کھانسیوں کی آواز گونج رہی تھیں۔ دھوئیں کی

کثافت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ عمران کھانستا ہوا محض اندازے سے غار کے دھانے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن دو چار قدم سے زیادہ نہ چل سکا۔ لڑکھڑایا اور ڈھیر ہو گیا۔



جیمسن کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے سبز رنگ کی دُھند آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے کسی سوئمنگ پول میں غوطہ لگا کر پانی کے اندر آنکھیں کھول دی ہوں۔

پھر گیٹار کی آواز سماعت سے ٹکرائی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔ شعور کی سطح پر دھند چھٹنے لگی تھی۔ اسے غار کا دھواں یاد آیا جس کے بعد سے یادداشت کا صفحہ بالکل سادہ تھا۔

اس نے آنکھیں کھول دیں اور بوکھلائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کمرے کی دیواروں اور چھت کا رنگ سبز تھا اور وہ خود جدید طرز کے آرام دہ بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں برقی روشنی بھی موجود تھی۔

"استاد محترم۔" دفعتاً کسی نے کہا اور وہ چونک کر تیزی سے آواز کی جانب مڑا۔ ایک گوشے میں رکھی ہوئی بک شیلف پر وہی طوطا بیٹھا نظر آیا۔ اسکے سامنے ایک موٹی سی کتاب کھلی ہوئی تھی۔

"کیا آپ نے مجھ سے کچھ فرمایا جناب عالی؟" جیمسن نے بڑے اَدب سے پوچھا۔

"جی ہاں۔" طوطے نے جواب دیا۔ "ہر چند کہ آپ نے مجھے فارسی کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھایا لیکن میں نے آپ کو اُستاد تسلیم کر لیا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ، ویسے عرض کروں کہ مجھے اُردو بھی ٹھیک سے نہیں آتی۔ آپ کو فارسی کیا پڑھاؤں گا؟"

"مجھے علم ہے کہ آپ نے انگلستان میں آنکھیں کھولی تھیں۔"

"لیکن مجھے کہنے دیجئے کہ آپ طوطے ہو کر اتنے زبردست عالم ہیں کہ آپ کو شمس العلماء کہنے کو جی چاہتا ہے۔"

"کوئی اور بولتا ہے۔ میری زبان نہ سمجھو۔" طوطے نے گنگنا کر کہا۔

"تصوف میں بھی دخل ہے جناب۔" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"جو دل چاہے سمجھو..... میں تو محض ایک طوطا ہوں۔"

"ویسے کیا آپ بتا سکیں گے کہ میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"مزدوروں کے کیمپ میں۔"

"پھر آخر مجھ پر یہ عنایت کیوں؟"

"اس لئے کہ آپ کم رتبہ آدمی ہیں۔ غلام زادے.... آپ کے والد صاحب نواب مظفر الملک کے خاندانی پروردہ تھے۔"

"خدا کی پناہ، آپ اس حد تک جانتے ہیں میرے متعلق۔"

"زیرولینڈ کم رتبہ آدمیوں کو اوپر لانا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اس یونٹ کے گورنر بنا دیئے جائیں اور آپ کی یہ گورنری پشت ہا پشت تک چلتی رہے گی.... جیمسن اول جیمسن دوم اور جیمسن سوم وغیرہ....!"

"لیکن یہ اول اور دوئم کہاں سے آئیں گے۔ میری تو شادی ہی نہیں ہوئی ہے۔"

"اب ہو جائے گی۔ کیونکہ میری مالکہ آپ پر عاشق ہو گئی ہے۔"

"یار کہیں تم جانعالم والے طوطے کی نسل سے تو نہیں ہو۔"

"اوہو.... فسانہ عجائب کا حوالہ دے رہے ہیں۔ میں نے پڑھی ہے یہ کتاب۔"

"پھر اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"دیکھئے جناب جیمسن صاحب میرے بارے میں آپ کسی غلط فہمی میں نہ پڑیئے گا۔ یہ آواز حقیقتاً میری نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔ وضاحت کرو۔"

"میں جدید سائنس کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہوں۔ اس سے یہ نہ سمجھئے گا کہ کسی سائنس دان نے مجھے بنایا ہے۔ حقیقتاً میں ایک طوطا ہی ہوں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے انڈہ سے برآمد ہوا ہوں۔

جیمسن کو ہنسی آ گئی۔ اُس کے ساتھ ہی طوطے نے بھی قہقہہ لگایا اور بولا۔ "سائنس کا کارنامہ وہ آپریشن تھا جو مجھ پر کیا گیا۔ میرے جسم میں بیٹری سمیت ایک ٹرانسمیٹر موجود ہے.... چونچ کے درمیان اسپیکر ہے۔ جیسے ہی اسپیکر سے آواز برآمد ہوتی ہے میں اپنی چونچ کھولنے پر

مجبور ہو جاتا ہوں.... اس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ یہ میری ہی آواز ہے میں ہی بول رہا ہوں۔"

"تو پھر میں براہِ راست اسی کو کیوں نہ مخاطب کروں جو تمہارے توسط سے میرا مغز چاٹ رہا ہے۔" جیمسن بھنا کر بولا۔

"آپ اُسی سے گفتگو کر رہے ہیں جناب۔"

"حیرت ہے کہ وہ طوطے کی آواز میں گفتگو کر سکتا ہے۔"

"اَب آپ میری مالکہ سے ملیں گے۔" طوطے نے کہا۔ شیف پر سے کودا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

جیمسن نے جلدی سے کھوپڑی سہلائی اور ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اُس پر تو اُس نے توجہ ہی نہیں دی تھی۔ اس کے جسم پر اب وہ سیاہ پینٹ نہیں تھا جس نے اُسے کسی افریقی نسل کا فرد بنا رکھا تھا۔ پہلے ہی کی سی شفاف اور نکھری ہوئی جلد تھی۔ جسم پر ریشمی سلیپنگ سوٹ تھا۔ بستر کے قریب خرگوش کی کھال کی زیرپائیاں رکھی نظر آئیں۔

اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اب یلا کو نہیں کھانے پڑیں گے۔ اس یونٹ کا گورنر بنایا جائے یا ورنر کا کتا.... سخت اور کھردری زمین پر تو نہیں لیٹنا پڑے گا۔

دفعتاً دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور جیمسن نے شاہانہ انداز میں کہا "آجاؤ"۔

ایک سیاہ فام آدمی جو امریکی اُمراء کے بٹلروں کے سے لباس میں تھا۔ اندر آکر اطلاع دی کہ غسل خانہ تیار ہے اور پھر اسی طرح وہ مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ناشتے کی میز تک پہنچا۔ یہاں یک جوان العمر اور بڑی دل کش سفید فام عورت نے اس کا استقبال کیا۔ جیمسن کو بے اختیار شہور امریکی خاتون جیکولین یاد آگئیں۔ بالکل ویسا ہی ناک نقشہ تھا۔

"میرا طوطا تمہاری بڑی تعریف کر رہا تھا۔" وہ جیمسن سے ہاتھ ملاتی ہوئی بولی۔

"میں اس طوطے کا بہت مشکور ہوں جسکی وجہ سے تم جیسی حسین خاتون تک میری رسائی ہوئی۔"

"ناشتہ کرو.... جنگلی پھل کھا کھا کر پریشان ہو گئے ہو گے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" کہہ کر جیمسن ناشتے کی میز پر ٹوٹ پڑا۔

"تمہارا شیو خاصا بڑھ گیا ہے۔" عورت بولی۔

"ہاں غسل خانے میں مجھے شیونگ کا سامان نہیں دکھائی دیا تھا۔"

"بڑھنے دو، میں تمہیں دوبارہ ڈاڑھی میں دیکھنا چاہتی ہوں.... اچھی لگتی ہے تمہارے چہرے پر۔"

"آپ کو کیا معلوم، میں تو عرصہ ہوا ڈاڑھی سے محروم ہو چکا ہوں۔"

"تصویر دیکھی تھی میں نے۔"

"طوطا کہاں ہے؟"

"کہیں ہوگا، آزاد رہتا ہے۔"

"مجھے بہت پسند ہے۔" جیمسن نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا "میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔"

"تمہیں اب مزدوروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہئے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ناشتے کے بعد سمجھادوں گی۔" عورت بولی "ویسے بہتر یہی ہے کہ تمہارے ساتھی اپنی بقیہ زندگیاں یہیں گزار دیں۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"واقعی تم بہت بداخلاق معلوم ہوتے ہو، تم نے ابھی تک میرا نام بھی نہیں پوچھا ہے۔"

"خوبصورت عورت کا کوئی نام نہیں ہوتا.... بس وہ ایک خوبصورت عورت ہوتی ہے۔"

"میرا نام میریلین ہے.... تم مجھے میریا کہہ سکتے ہو۔"

"میں تو تمہیں روز کہوں گا۔ کیسا کھلا ہوا چہرہ ہے۔"

"شکریہ، ہاں تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ تم لوگوں کے ساتھ ایک آدمی شیپرڈ نامی بھی تھا۔"

"ہاں تھا تو؟" جیمسن اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ کسی طرح ہمارے قبضے سے نکل کر شہری آبادی میں پہنچ گیا ہے اور تمہارے باس علی عمران کے خلاف وہ طوفان اٹھایا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"وہ تو میرے باس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔"

"بہرحال اُس کا بڑا شدید ردِ عمل ہوا ہے۔"

"کیسا ردِ عمل؟"

"ساری دنیا میں تمہارا ملک بدنام ہو گیا ہے۔ نشر و اشاعت کے ادارے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کو ڈبل ایجنٹ قرار دے رہے ہیں اور تنزانیہ میں تمہارے دوسرے ساتھیوں کی تلاش جاری ہے۔"

"میرا اباس اس پر قہقہہ لگائے گا۔ دل کھول کر ہنسے گا۔"

"پچھلے دن دو جاسوس طیارے جن میں پائلٹ نہیں تھے۔ تباہ کر دیئے گئے۔" عورت نے موضوع بدل دیا۔

"تو مائی ڈیئر مس میرلین تم لوگ ناقابلِ تسخیر ہو۔"

"یقیناً اس یونٹ پر پرندہ پر نہیں مار سکتا۔"

"اگر انہوں نے زمین پر مار کرنے والے راکٹوں کی بوچھاڑ کر دی تو۔؟"

"وہ بھی یہاں تک پہنچنے سے قبل ہی تباہ ہو جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ وہ الٹائے بھی جاسکتے ہیں اور تنزانیہ کی بستیاں انہی سے تباہ کی جاسکتی ہیں۔"

"کہیں وہ ایسی حماقت کر ہی نہ بیٹھیں۔" جیمسن آہستہ سے بڑبڑایا۔

ہم چاہتے ہیں کہ اُن کی حماقتیں جاری رہیں۔ اس طرح ہمیں اپنی مختلف ایجادات کی آزمائش کے مواقع ملتے رہیں گے۔"

"اب یہ بتاؤ کہ مجھ غریب پر کس قسم کا تجربہ کیا جانے والا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اس یونٹ کا گورنر مقرر کیا جائے گا اور مجھے تمہاری سیکرٹری کے فرائض انجام دینے پڑیں گے۔"

جیمسن ناشتہ کر چکا تھا اُس نے رینا اور سارہ کی بھی خیریت دریافت کی لیکن اُن کے بارے میں میرلین کچھ نہ بتا سکی۔ پھر وہ جیمسن کو ایک بڑے کمرے میں لائی جہاں کمپیوٹر قسم کی کئی مشینیں نصب تھیں۔

اس نے ایک مشین کے قریب جا کر یکے بعد دیگرے متعدد بٹن دبائے اور اسی مشین سے منسلک ایک اسکرین روشن ہو گیا۔ پھر ایک بٹن دبانے سے اسکرین پر کہیں کا منظر اُبھرا تھا۔ سیاہ فام نیم برہنہ آدمیوں کی بھیڑ نظر آئی۔ انہوں نے گھاس کی گھگھریاں پہن رکھی تھیں اور ڈھلان سے بڑے بڑے پتھر لڑھکا رہے تھے.... میرلین نے ایک اور بٹن دبایا۔ اسکرین پر اسی بھیڑ کے ایک

مخصوص حصے کا کلوز اَپ نظر آنے لگا اور جیمسن نے عمران کو صاف پہچان لیا۔ اُس کے قریب ہی جوزف بھی موجود تھا اور دونوں ایک بڑے پتھر کو ڈھلان سے لڑھکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جیمسن نے طویل سانس لی اور میر یلین نے ہنس کر کہا۔ "اپنے قد سے اونچی باتیں کرنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ دل تو یہی چاہا تھا کہ اس خوبصورت عورت کا گلا گھونٹ دے۔

"تم چاہو تو ان کی آواز بھی سن سکتے ہو۔" میر یلین بولی۔

"ضرور چاہوں گا۔"

میر یلین نے ایک اور بٹن دبایا اور عجیب طرح کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔ یہ شور کچھ کم ہوا تو اُس نے عمران کی آواز سنی وہ جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "پتھر بھاری ہے لیکن میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"بہت بُرے پھنسے ہو باس۔" جوزف کہتا ہوا سنا گیا۔

"تبدیلی کے لئے کیا برائی ہے۔ کچھ دن یوں ہی سہی۔ مجھے تو بڑا مزہ آرہا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ساری شپلالی ختم ہوگئی۔ ورنہ مجھے بھی مزہ آتا۔"

پتھر اپنی جگہ سے جنبش کر چکا تھا۔ پھر لڑھکتا ہوا نشیب میں جانے لگا۔

اِدھر میر یلین نے پھر کچھ بٹن دبائے اور اسکرین تاریک ہوگیا۔ جیمسن خاموش ہوگیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی دوسروں ہی کی طرح نیم برہنہ دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی گھاس کی گھگھریاں پہن رکھی تھیں جن کی لمبائی کمر سے رانوں کے نصف حصے تک تھی۔

"تم کچھ اُداس ہوگئے ہو؟" میر یلین نے جیمسن کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا یہ غیر فطری ہے؟ وہ صرف ہمارا باس ہی نہیں بلکہ ہمارا محبوب بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک ہر وقت اس کے لئے جان دینے کو تیار رہتا ہے۔"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو۔ میں جو تمہیں گورنر بن جانے کی خوش خبری سنا چکی ہوں۔!"

"بے بس ہوگئے ہیں۔ چاہے گورنر بنا دو، چاہے مزدور، کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ مزدور بن کر خوش ہو رہے ہیں کہ زندگی میں تبدیلی ہوگئی ہے لیکن میں دل گرفتہ ہوں۔ سنگ ہی کا کیا حشر ہوا؟"

"اس کا حشر بھی اُسی کی پسند کے مطابق ہوگا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"فی الحال ایک درجن سیاہ فام عورتیں اُس کی خدمت پر مامور کر دی گئی ہیں۔ اور وہ ہمارے ٹی وی کیمروں کی رینج میں نہیں ہیں۔ ہم اپنے دشمنوں کی پسند کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"یہ میری پسند ہے۔" جیمسن نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"یقیناً ہے۔ کیا تم نے اپنے اصل باس ظفر الملک کو یور ہائی نس کہہ کر مخاطب کرتے وقت بھی نہیں سوچا کہ کاش تمہاری جگہ وہ ہوتا۔"

"اس قسم کے ہوائی قلعے بنانا میرے لئے فطری اَمر ہے۔"

"بس تو پھر اَب تم یور ایکسی لنسی کہلاؤ گے۔"

جیمسن لمبی سانس کھینچ کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ حقیقتاً اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔



سورج غروب ہو رہا تھا۔ دفعتاً ایک تیز قسم کی سیٹی فضا میں گونجی اور کام کرنے والوں نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ ان میں سے بہتیرے بے دم ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر زیبرا مین کمر پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا انہیں اس طرح دیکھے جا رہا تھا جیسے ان کی معمولی سی خطا پر بھی چشم پوشی کو تیار نہ ہو۔

وہ جو گر گئے تھے۔ انہیں دوسروں نے اٹھایا اور پھر وہ سب کئی لائنوں میں زیبرا مین کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ زیبرا مین اسی طرح اکڑا ہوا کھڑا تھا۔

دفعتاً انہوں نے جھک کر اُسے تعظیم دی لیکن عمران اور جوزف اسی طرح کھڑے رہے۔ زیبرا مین نے انہیں بھی جھکنے کا اشارہ کیا لیکن عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔ دوسرے مزدور لائنوں کو برقرار رکھے ہوئے نشیب میں اترنے لگے تھے۔ عمران اور جوزف جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔ زیبرا مین بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا اور قہر آلود نظروں سے انہیں گھورے جا رہا تھا۔ اچانک اُس نے انگلش میں کہا۔ "تم دونوں مجھے تعظیم دیئے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتے۔"

جوزف ہونقوں کی طرح عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس میں کیا رکھا ہے ہم تعظیم بھی دے دیں گے لیکن میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے تھے؟"

"کوئی تو ہو بات کرنے کیلئے۔ یہ لوگ تو نہ ہماری سمجھتے ہیں اور نہ ہم ان کی سمجھ پاتے ہیں۔"

"یہاں باتیں نہیں ہوتیں، کام ہوتا ہے۔" زیبرا مین غرایا۔

"دراصل ہم اپنی شکایات تم تک پہنچانا چاہتے تھے۔"

"کیسی شکایات؟"

"ہمارے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں۔ ہم عورتوں کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لہذا انہیں ہمارے پاس پہنچادیا جائے۔"

"مزدوروں کے کیمپ میں کوئی عورت کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ جو عورت تمہارے ساتھ رہنا چاہے اُسے رکھ سکتے ہو۔"

"ہم تو اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔"

"کہہ دیا کہ یہاں عورتوں کے لئے ملکیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ تمہاری عورتوں نے جس کے ساتھ رہنا پسند کیا ہوگا، رہ پڑی ہوں گی۔"

"یعنی اب وہ ہماری عورتیں نہیں رہیں؟"

"یہی بات ہے، چلو تعظیم کرو اور بھاگ جاؤ۔"

عمران کو جھکتے دیکھ کر جوزف بھی جھکا اور وہ دونوں ڈھلان سے اترنے لگے۔ نیچے پہنچ کر انہیں اونچی اونچی گھاس کے درمیان بنائے ہوئے راستے سے گزرنا پڑا اور بالآخر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں لاتعداد پھوس کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔

یہاں ابھی سے اتنا اندھیرا پھیل گیا تھا کہ جگہ جگہ چربی سے جلنے والی مشعلیں روشن کردی گئی تھیں جن کی بدبو دماغ سڑائے دے رہی تھی۔ وہ دونوں اس جھونپڑی میں داخل ہوئے جس میں غار والے دھوئیں سے بیہوش ہوجانے کے بعد اُن کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ اسی عالم میں ہوش میں آئے تھے۔ یعنی اپنے لباس کی بجائے گھاس کی گھگھریاں پہن رکھی تھیں اور گھاس ہی کے بستر پر پڑے ہوئے تھے اور یہیں سے انہیں کام پر لے جایا گیا تھا۔ جوزف گھاس کے بستر پر

بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ اس مشقت کو آج پہلا ہی دن تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر جوزف بولا۔ "ہم تو یہی سمجھتے رہے تھے کہ گونگے آدمی زیبرا مین بنائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"اور لہجے سے افریقی بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"کھانے کی کیا رہے گی باس؟"

"خدا جانے.... ہو سکتا ہے کسی وقت کھانے کی گھنٹی بجے اور لائن میں لگ کر روٹیاں وصول نی پڑیں۔"

"مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے باس، لیکن تم آخر کیا کرو گے؟"

"وہی جو سب کر رہے ہیں۔ میں تیرے لہجے میں مایوسی کی جھلکیاں پا رہا ہوں۔ یہ اچھی بات ں ہے۔"

"شپلالی باس.... اگر شپلالی مل جاتی تو تم مجھے دیکھتے۔"

"اچھا، اچھا.... دیکھا جائے گا۔ تو بھی جھونپڑی کے باہر مشعل روشن کر دے اور ہاں کیا ل ہے یہ سارے مزدور وانڈیری ہی ہیں نا؟"

"یقیناً باس۔ ان میں سے ایک بھی باہر کا نہیں معلوم ہوتا۔"

"ہوں.... اچھا.... مشعل روشن کر دو۔"

کئی مشعلیں باہر رکھی ہوئی تھیں۔ روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں انہیں پہلے ہی جھونپڑی یں رکھی ہوئی ملی تھیں۔ ان ہی میں ماچس بھی تھی۔

جوزف نے مشعل روشن کر دی اور باہر ہی رُک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دور تک ڈیری قبائلیوں نے کھانا پکانے کے لئے جگہ جگہ آگ جلا رکھی تھی۔ وہ جلدی سے اندر پلٹ آیا بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "وہ تو اپنا اپنا کھانا پکا رہے ہیں باس.... اور ہمارے پاس کچھ بھی ں ہے۔"

"خوش قسمتی ہے ہماری کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ورنہ ہوتا تو ہاتھی یا لکڑ بگڑ کا گوشت۔"

جوزف خاموش رہا۔

"پتا نہیں جیمسن اور سنگ ہی پر کیا گزری؟" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ جوزف شانے

سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر منہ پھاڑ کر جماہی لی۔ اُس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔

"تیری حالت افسوس ناک ہے۔" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "لیکن میں اس سلسلے میں کر بھی کیا سکتا ہوں؟"

"تمہارا مذہب بہت اچھا ہے باس کہ اُس نے تمہیں اس سے بچائے رکھا ہے۔"

"ماننے کی بات ہے پیارے.... یسوع مسیح نے تو گوشت تک کھانے کی ممانعت کردی تھی.... مگر تم یسوع کا کہنا ٹال گئے اُس کا جشن میلاد شراب کی بوتلیں کھول کر مناتے ہو۔"

دفعتاً جوزف دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

"پوری بات سُن۔" عمران اُس کی پشت پر زور دار ہاتھ جما کر بولا۔ "ہم میں سے بھی بہتیرے اپنے آقا کا حکم نہیں مانتے، علانیہ پیتے ہیں۔"

"میں تمہارے طنز پر نہیں رویا.... اس پر رویا ہوں کہ وہ ہمارے لئے سولی پر چڑھ گیا لیکن ہم اس کا کہنا نہیں مانتے۔"

"روئے جا.... ابھی اچانک کہیں سے ایک بوتل ٹپک پڑے تو خدا کا شکریہ ادا کرے گا۔"

"ہائے میں کیا کروں باس؟" جوزف دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹ کر بلبلا اٹھا۔

"صبر کر اور چُپ ہو جا۔"

"شیلالی کو تو نہیں منع کیا تھا اُس نے۔"

"آ گیا نا راہ پر.... اَبے تجھے شراب کی فرقت رُلا رہی ہے۔"

جوزف روتا رہا اور عمران منہ بنائے بیٹھا رہا جیسے نادانستگی میں صابن کھا گیا ہو۔

دفعتاً باہر تیز قسم کی روشنی دکھائی دی۔ غالباً سرچ لائٹ تھی۔ دونوں اُسی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر کئی بھاری قدموں کی آوازیں آئی تھیں۔

تین باوردی اور مسلح آدمی جھونپڑے کے سامنے رُک گئے۔ ایک کے ہاتھ میں باسکٹ لٹک رہی تھی اور خاصی وزنی معلوم ہوتی تھی۔

"باہر آؤ...." اُس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تم دیکھو...." عمران جوزف سے بولا۔

جوزف باہر نکلا۔ باسکٹ اُسے تھما کر وہ تینوں بائیں جانب بڑھتے چلے گئے۔ جوزف ہونقوں

کی طرح منہ اٹھائے کھڑا رہا۔

"کب تک یونہی کھڑا رہے گا؟" عمران اندر سے بولا۔ جوزف چونک پڑا اور اندر آ کر باسکٹ پکڑا دی۔۔۔۔ اور باہر سے مشعل اٹھا لایا۔ باسکٹ میں اوپر ہی ایک لفافہ رکھا ہوا تھا۔۔۔۔ عمران نے اُسے اٹھالیا۔ اس پر اُسی کا نام تحریر تھا۔ لفافہ چاک کر کے پرچہ نکالا۔ سرنامے پر نظامت زیرولینڈ کا مونوگرام تھا جس کے نیچے "گورنر یونٹ نمبر گیارہ" چھپا ہوا تھا۔۔۔۔ اور پھر تحریر تھی۔

"گورنر جیمسن بفٹی کی طرف سے علی عمران کے نام۔۔۔۔ آپکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ یونٹ نمبر گیارہ کے نامزد گورنر کی حیثیت سے میں آپ کو خصوصی مراعات دے رہا ہوں۔۔۔۔ آپ کے لئے آپ کے معیار کا کھانا مہیا کیا جائے گا۔ گوشت ذبیحہ ہے۔ مرغیاں میں نے خود ذبح کی تھیں۔ ہرچند کہ یہاں شراب ممنوع ہے لیکن آپ کے ملازم جوزف کے لئے ایک بوتل یومیہ منظوری دی جا رہی ہے۔

فقط

جیمسن بفٹی

"گورنر آف یونٹ نمبر گیارہ"

عمران نے خط جوزف کی طرف بڑھا دیا جسے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "آخر یہ نیک دل بفٹی کون ہے باس؟"

"تم جانتے ہو؟"

"نہیں باس، جانتا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا؟"

"جیمسن کے باپ کا نام بفاتی تھا۔"

"نہیں" جوزف اُچھل پڑا۔

"ہاں، ہاں۔۔۔۔ بفاتی سے بفٹی کر دیا گیا ہے۔۔۔۔ جیمسن کی مناسبت سے۔"

"اور وہ یعنی کہ اپنا جیمسن گورنر بنا دیا گیا ہے۔"

"ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے۔ خیر تم باسکٹ سے کھانا کھالو۔۔۔۔ ورنہ کوئی سیاہ چھپکلی گوشت کی دوڑی آئے گی۔"

"مگر یہ تو سراسر زیادتی ہے باس۔ بلکہ ناانصافی ہے کہ آفیسر تو مزدوری کرے اور اُس کا

ماتحت گورنر بنادیا جائے۔"

"وہ مجھ سے اسی طرح چھیڑ چھاڑ کرتی ہے۔"

کھانے سے فارغ ہو کر وہ گھاس کے بستر پر لیٹ گئے تھے اور جوزف شراب کی بوتل کو سینے سے لگائے سہلا تارہا تھا۔ دفعتاً بولا۔ "سیاہ چھپکلی سے ہوشیار رہنا باس، بے حد زہریلی ہوتی ہے۔"

"ابھی تک تو کوئی قریب نہیں آئی۔ دور ہی سے دیکھتی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم پر جو سیاہ پینٹ کیا گیا ہے اس سے سارے کیڑے مکوڑے الرجک ہیں۔ مچھر آس پاس اڑتے رہتے ہیں لیکن جسم پر نہیں بیٹھتے.... اس لئے اللہ کا نام لے کر سو جاتے ہیں۔ اتنی تھکن سے پہلے کبھی دوچار نہیں ہوئے۔"

اسی طرح کئی راتیں گزر گئیں.... دن بھر مزدوری ہوتی، ٹنڈرائی اگلوؤں کی شکل کی متعدد عمارتیں بنائی جارہی تھیں جو تیار ہوگئیں تھیں ان پر سبز رنگ کا آئیل پینٹ کیا جارہا تھا۔

عمران کی توجہ زیادہ تر زیبرا مین کی طرف رہتی اور چھٹی ہونے پر تعظیم دیتے وقت عمران اُسے کچھ نہ کچھ کہنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ آج بھی یہی ہوا تھا۔ واپسی پر جوزف بولا۔ "تم اُسے کیوں چھیڑتے رہتے ہو باس، ہم بالکل نہتے ہیں اور وہ ہاتھیوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہی ہے یا بدل گیا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ایک دو نہیں بنائے گئے ہوں گے لیکن میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ تھریسیا کسی سفید فام آدمی کو اس طرح ضائع کرے گی۔ وہ لہجے سے انگریز معلوم ہوتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا باس۔"

"پہلا تجربہ اس نے ہمارے یہاں کیا تھا اور ہمارے ہی آدمی ضائع کئے تھے۔"

"اوہ.... ہاں.... لیکن تم کہہ رہے ہو کہ یہ انگریز ہے۔"

"اور ہاتھی پچھاڑ نہیں معلوم ہوتا۔ ہماری ہی طرح رنگا ہوا ہے اور وانڈریوں کو خوف زدہ رکھنے کیلئے یہاں متعین کیا گیا ہے۔ وہ محض اسی کے خوف سے کام کر رہے ہیں۔"

"ہاں، یہ ممکن ہے باس۔"

"میں نے آج ایک ایسی جگہ تجویز کی ہے جہاں سے کل میں اُس کا تعاقب کروں گا۔"

"میں تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔"

"جھونپڑی کو بالکل خالی چھوڑ دینا بھی مناسب نہ ہوگا۔"

"تمہیں ادھر کے جنگلوں کا تجربہ نہیں ہے باس۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ جھونپڑی میں پہنچے تھے اور حسبِ معمول کھانے کی باسکٹ آئی تھی۔ آج اس میں سے مختلف ممالک کے کچھ اخبارات بھی برآمد ہوئے۔ عمران اور جوزف بھوک اور تھکن کی پرواہ کئے بغیر اخبارات پر ٹوٹ پڑے۔ پھر جوزف نے کہا۔

"وہی ہوا باس، جس کا تم نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔ ساری دنیا میں تمہیں ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے بدنام کیا جارہا ہے۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔" عمران لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ "یہیں خاتمہ ہو جائے گا یا ایک دن میں اپنی صداقت دنیا پر ثابت کر دوں گا۔ چلو کھانا نکالو باسکٹ سے۔"

لیکن جوزف کی آنکھیں بدستور تفکر آلود رہیں۔ کھانے کے دوران میں اس نے کہا۔ "لیکن یہ شیپرو کیا گدھا تھا جس نے سارے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی تم پر ڈبل ایجنٹ ہونے کا شبہ کرلیا اور ظاہر ہے کہ اُسے بھی بیہوشی ہی کی حالت میں جنگلوں سے باہر نکالا گیا ہوگا۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"پھر کیا ہوا ہوگا؟"

"اُسے اس طرح جنگلوں سے باہر نہ نکالا گیا ہوگا جس طرح مجھے نکالا گیا تھا.... وہ اسے باہوش و حواس قیدی بنا کر جنگلوں کے اُس حصے میں لے گئے ہوں گے جہاں وہ آسانی سے کسی قریبی بستی تک پہنچ سکے.... پھر اس طرح اسے فرار ہو جانے کا موقع فراہم کیا ہوگا جسے وہ اپنی ہی ذہانت اور بہتر کارکردگی پر محمول کرے۔"

"ظاہر ہے جب وہ اس طرح فرار ہوگا تو کس قسم کی کہانیاں سنائے گا؟"

دفعتاً قریب ہی سے کسی نے سرگوشی کی۔ "کچھ میرے لئے بھی چھوڑ دو، بہت بھوکا ہوں۔"

وہ دونوں چونک پڑے۔ مشعل کی روشنی مدھم پڑگئی تھی.... انہوں نے دیکھا کہ کوئی سینے

کے بل رینگتا ہوا جھونپڑے میں داخل ہوا اور تیزی سے اُس گوشے میں چلا گیا جو نسبتاً تاریک تھا۔
"میں ہوں بھتیجے، بڑی مشکل سے تمہارا سراغ ملا ہے۔" تاریک گوشے سے آواز آئی۔
"اوہ...." عمران نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "ہاں تمہارے لئے بھی گنجائش نکل آئے گی۔ مگر صرف کھانے کی حد تک۔"
"لاؤ.... ادھر ہی بڑھا دو، جو کچھ بھی ہے۔"
جوزف نے شراب کی بوتل جلدی سے اپنے زانوؤں کے نیچے سرکالی تھی۔ عمران نے سنگ کے لئے بچی کچھی چیزیں ایک اخبار پر رکھ دیں اور اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "تم تھے کہاں؟"
"بتاؤں گا.... فی الحال مجھے پیٹ بھرنے دو۔"
"ہمیشہ بھوکے ہی ملتے ہو۔"
"یہ کھانا کہاں سے ہاتھ لگا؟" سنگ نے سوال کیا۔
"خصوصی عنایت ہے، شاہی باورچی خانے سے آتا ہے۔"
پھر سنگ خاموشی سے کھاتا رہا۔ جوزف نے اس دوران میں شراب کی بوتل گھاس کے ڈھیر میں چھپا کر دل ہی دل میں دعائیں مانگنی شروع کر دی تھیں کہ عمران بھی اُسے یکسر بھول جائے اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ سنگ کو یہ نہ بتا دے کہ کھانے کے ساتھ ایک بوتل بھی آئی ہے۔
سنگ نے بڑی تیزی سے کھانا ختم کیا اور آہستہ سے بولا۔ "باہر والی مشعل ایسی جگہ نصب کرو کہ اندر روشنی نہ آئے۔"
"جوزف، چچا کی یہ خواہش بھی پوری کر دو۔"
جوزف کو سنگ کی آمد بُری طرح کھل رہی تھی لیکن طوعاً وکرہاً اٹھا اور مشعل سامنے سے ہٹا دی۔
"تم بڑے اطمینان سے مزدوری کر رہے ہو بھتیجے۔" سنگ کچھ قریب ہو کر بولا۔ "ایسا لگتا ہے جیسے یہاں رہ پڑنے کا ارادہ ہو۔"
"اب تو یہی سوچ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے برخوردار جیمسن بفٹی کو اس یونٹ کا گورنر بنا دیا ہے۔"
"بڑے مہربان لوگ ہیں۔" سنگ نے جلے کٹے لہجے میں کہا "ہر ایک کے ٹیسٹ کا خیال رکھتے ہیں۔ مجھے پوری ایک درجن عورتیں عطا کر دی ہیں۔"
"اور میں ٹھہرا صرف پیٹ کا کتا...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اس لئے محض

ھانے کی باسکٹ پر ٹال رہے ہیں۔"

"بڑی اچھی تدبیر کی ہے۔ اگر تم اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ تو پھر کھانے کی باسکٹ کا یا ہوگا۔؟"

"پاگل ہوا ہوں کہ اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤں گا۔"

"یہی تو بات ہے.... نظروں سے اوجھل ہوئے.... اور بھوکوں مرے.... کیا جوزف کے لئے شراب نہیں بھجواتے؟"

"کہاں بھجواتے ہیں مسٹر۔" جوزف بوکھلا کر بولا۔ "مجھے تو بھول ہی گئے مسٹر جیمسن۔"

"کیوں جھوٹ بولتے ہو؟" سنگ نے کہا۔

"یقین کرو مسٹر....!" جوزف کراہا۔ "مر رہا ہوں۔ ادھر تو شپلالی بھی نہیں دکھائی دی۔"

"میں کہتا ہوں بوتل نکالو۔"

"کہاں سے نکالوں۔" جوزف جھلا کر بولا۔ "میں نے کوئی ڈسٹلری لگا رکھی ہے۔"

"ہائیں.... تو کیا تم دونوں جھگڑو گے؟" عمران نے جلدی سے کہا۔

"اگر آئی ہو تو تھوڑی سی پلا دو۔"

"میں کچھ نہیں جانتا.... اب جاؤ.... ہم آرام کریں گے۔"

"اس طرح تمہاری ساری زندگی یہیں گزر جائے گی۔ میں تو عورتوں کو چھوڑ بھاگا ہوں۔"

"وہ تو ہونا ہی تھا.... عام لوگ تو ایک ہی سے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں.... ہو نہہ ایک درجن دماغ کی سوئیاں بن گئی ہوں گی.... آہا.... ٹھہرو، کیا وہ دونوں بھی اُن میں شامل ہیں؟"

"نہیں.... میں سارہ ہی کی تلاش میں نکلا ہوں۔"

"فطرت تو ایسی نہیں ہے تمہاری کہ ایک کے لئے ایک درجن سے ہاتھ اٹھا لو۔"

"دنیا کی پہلی عورت تھی جس نے مجھ سے دلی لگاؤ کا اظہار کیا تھا.... بھتیجے اُس کے لئے زمین، آسمان ایک کردوں گا۔"

"تو جاؤ ایک کردو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اچانک باہر سے شور کی آواز آئی.... باہر پھیلی ہوئی مشعلوں کی روشنی اچانک بہت تیز ہوگئی۔ جوزف اور عمران جھونپڑی سے نکلے۔ سنگ ان کے پیچھے تھا۔ آس پاس کی کئی جھونپڑیاں

دھڑادھڑ جل رہی تھیں۔ وانڈیری قبائل چیخ رہے، ایک دوسرے پر جھپٹ رہے تھے۔

"بھاگو..." سنگ بولا۔ "وہ آپس میں لڑ پڑے ہیں۔ سب کچھ تہس نہس ہو کر رہ جائے گا۔ ہو سکتا ہے مارے جاؤ۔"

جوزف جھپٹ کر اپنی جھونپڑی میں پہنچا اور گھاس کے ڈھیر سے بوتل نکال کر باہر نکل آیا۔ اتنے میں ایک جلتی ہوئی مشعل اُن کی جھونپڑی پر بھی آپڑی اور وہ اُچھل کر بھاگے۔

"میرے پیچھے چلے آؤ۔" سنگ بولا۔

"اندھیرا ہے، آگے چل کر دکھائی نہ دو گے۔" عمران نے کہا۔

"چک چک اسی آواز پر چلے آؤ......... چک.... چک.... چک.... چک۔"

"اور وہ سنگ کی چک چک کا تعاقب کرتے رہے۔ جوزف کو شراب کی بوتل کی پڑی تھی کہ کسی طرح اُسے سنگ ہی سے محفوظ رکھے۔



جیمسن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ لوگ اُس سے چاہتے کیا ہیں۔ گورنری والی بات اُسے مضحکہ خیز لگی تھی۔ میریلین سے دن میں کئی بار ملاقات ہوتی۔ وہ اُسے یور ایکسی لنسی کہہ کر مخاطب کرتی تھی لیکن جیمسن نے یہاں جب سے آنکھ کھولی تھی آسمان نہیں دیکھا تھا۔ عجیب سی جگہ تھی۔ کمرے بڑی نفاست سے بنائے گئے تھے اور انہیں جدید ترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ برقی نظام کے تحت ساری تن آسانیاں فراہم کی گئی تھیں۔ لیکن طوطے کا اب کہیں پتا نہ تھا۔ اپنا راز ظاہر کرنے کے بعد سے جو غائب ہوا تھا تو پھر نہیں دکھائی دیا تھا۔

اس وقت جیمسن دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولے کے لئے لیٹا ہی تھا کہ کسی نے خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ۔" وہ اونچی آواز میں کہتا ہوا اٹھ بیٹھا اور سلیپنگ گاؤن پہننے لگا۔

دروازہ کھول کر میریلین اندر داخل ہوئی۔

"معافی چاہتی ہوں یور ایکسی لنسی۔"

"تم مجھے اس طرح شرمندہ نہ کیا کرو۔ حقیقتاً میں تم لوگوں کا قیدی ہوں۔"

"اور آپ بار بار اس کا ذکر کر کے میرا دل نہ دکھایا کیجئے۔" میر یلین نے کہا۔ "اس وقت میں آپ کو ایک اطلاع دینے آئی ہوں۔"

"بے تکلفی سے بات کیا کرو۔ پہلے تو اس طرح آداب والقاب نہیں استعمال کرتی تھیں۔"

"پہلے آپ گورنر نہیں تھے۔ ڈسپلن.... ڈسپلن ہے۔"

"خیر.... کہو کیا بات ہے؟"

"پچھلی رات مزدوروں کی اس بستی میں خاصی تباہی ہوئی ہے جہاں آپ کے ساتھی مقیم تھے.... اُن کا کہیں پتہ نہیں۔ لاشیں بھی نہیں ملیں۔"

"تباہی سے کیا مراد ہے تمہاری؟"

"جنگلی آپس میں لڑ پڑے تھے۔ پوری بستی جل کر راکھ ہو گئی۔ کچھ لوگ مارے بھی گئے۔ میں نے سوچا، آپ کو ساتھیوں کی گمشدگی سے مطلع کر دوں۔"

"کیا وہ تمہارے ٹی وی کیمروں کے حیطۂ عمل میں نہیں ہیں۔؟"

"نہیں.... یہی دشواری ہے۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔" جیمسن کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اچھا سنگ کے بارے میں بتاؤ وہ کہاں ہے ر کیا کر رہا ہے؟"

"اتفاق سے وہ بھی فی الحال ہماری گرفت سے نکل گیا ہے۔"

"یہ اُس سے زیادہ بُری خبر ہے۔"

"غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں یور ایکسی لنسی کہ آپ کے ساتھیوں اور اُس کے درمیان گٹھ جوڑ بھی ہو سکتا ہے۔"

"نہیں، میں ایسی کوئی بات نہیں کہنا چاہتا کیونکہ یہ ناممکن ہے۔"

"علی عمران سے کچھ بعید نہیں ہے۔"

"وہ کسی مجرم سے گٹھ جوڑ نہیں کر سکتے.... اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو تم لوگوں پر کیا اثر پڑے گا۔ وہ صرف تین ہی ہیں۔"

میر یلین کچھ نہ بولی۔ جیمسن اُسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اُس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے اسکے بیان پر شبہہ ہو۔ میر یلین اسکی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

"آج تم کل سے زیادہ حسین لگ رہی ہو۔" جیمسن نے کہا۔

"میرے حسن کی تعریف آپ کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔"

"تمہارے طوطے نے مجھے اطلاع دی تھی کہ تم مجھ پر عاشق ہو گئی ہو۔"

"اس کی بکواس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔"

"لیکن میں تو اب تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ زندہ رہیں یا نہ رہیں۔"

"کیا تمہیں کسی پر عاشق ہو جانے کی اجازت نہیں ہے؟"

"یہاں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھ سے کون سا قصور سرزد ہوا ہے۔ سنگ ہی جیسے لیچڑ کے حصے میں درجن بھر آئیں اور میں یوں محروم رہ جاؤں۔؟"

"اسی قسم کی دو درجن آپ کے سامنے بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔"

"او ہو.... اصل موضوع تو رہ ہی گیا۔" جیمسن چونک کر بولا۔ "آخر تم مجھے اُن کی گمشدگی کی اطلاع دینے کیوں آئی تھیں جبکہ ان کی اور میری حیثیتوں میں اتنا فرق واضح ہو چکا ہے۔"

"گورنر کو یونٹ کے حالات سے آگاہ ہونا چاہئے۔"

"ایسی صورت میں تمہیں کم از کم مرنے والوں کی تعداد ضرور بتانی چاہئے تھی۔"

"تعداد کا علم مجھے نہیں ہے۔"

"حالانکہ گورنر کو ان کا علم ضرور ہونا چاہئے۔"

"معلوم کر کے اطلاع دوں گی۔"

"اچھا تو پھر اَب میرے ساتھیوں کا کیا ہوگا؟"

"جب تک مل نہ جائیں، تلاش جاری رہے گی۔"

"کیا میں تمہیں اچھا نہیں لگتا؟"

"آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں یور ایکسی لنسی۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے تمہیں اب تک وہ آرٹسٹ نظر نہیں آیا جو آج کل میرے اندر دم توڑ رہا ہے؟"

"کیا آپ آسمان دیکھنا پسند کریں گے؟"

"کیوں نہیں.... ضرور.... ضرور...."

"تو پھر لباس تبدیلی کر لیجئے اور لانگ بوٹ پہنئے گا تاکہ گھاس میں چھپے ہوئے سانپوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

وہ چلی گئی اور جیمسن پہلی بار باہر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ یہاں اُس کے ناپ کی ہر چیز موجود تھی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اُس نے گھٹنوں تک پہنچنے والے لانگ بوٹ پہنے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور میریلین دو آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ اس بار اُس نے دستک دے کر اجازت حاصل کرنے کا تکلف نہیں کیا تھا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوتے ہی جیمسن پر ٹوٹ پڑے۔ اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ کیونکہ اُن کی یہ حرکت قطعی غیر متوقع تھی۔ کسی تحصیلدار کے ماتحت بھی اُس کے ساتھ اس قسم کی حرکت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ گورنر۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پشت پر لے جا کر ہتھ کڑیاں ڈال دیں۔ "کیا اب تاج پوشی بھی ہو گی؟" جیمسن میریلین کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اب آپ کو بتایا جائے گا کہ آپ کے فرائض کیا ہیں یور ایکسی لنسی۔"

"ضرور.... ضرور...." جیمسن لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ اس کے بعد اس کی آنکھوں پر چمڑے کا تسمہ بھی چڑھا دیا گیا تھا۔ گویا وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُسے نکاسی کے راستے کا علم ہو سکے۔

"بس اب چلئے" اس نے میریلین کی آواز سنی۔

"کہیں گر نہ پڑوں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے یور ایکسی لنسی۔ آخر ہم غلام کس لئے ہیں؟" اس بار کسی مرد نے کہا تھا۔ پھر وہ اُسے سہارا دے کر چلاتے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے محسوس کیا جیسے وہ کسی لفٹ میں پہنچ گیا ہو اور وہ نیچے کی جانب حرکت کر رہی ہو۔ لفٹ کے رکنے کا جھٹکا بھی محسوس کیا۔

اس مرحلے سے گذرنے کے بعد پیدل چلنا پڑا تھا۔ اچانک کسی جگہ رکنے کو کہا گیا اور آنکھوں پر سے چرمی تسمہ ہٹا دیا گیا۔ وہ کھلے آسمان کے نیچے کھڑا تھا اور چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ اُس نے کئی گہری گہری سانسیں لیں اور سچویشن کا اندازہ لگانے لگا۔ اب مسلح آدمیوں کی

تعداد سات ہو چکی تھی لیکن میر یلین کا کہیں پتہ نہ تھا۔

"کیا ہتھ کڑیاں نہ کھولو گے؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"نہیں یور ایکسی لنسی۔" دراز قد آدمی نے بڑے اَدب سے جواب دیا۔

"میں دنیا کا عجیب ترین گورنر ہوں۔" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"رُکیے نہیں.... یور ایکسی لنسی .... چلتے رہیے.... ورنہ کمر پر رائفل کا کندہ مارنا پڑے گا۔" اسی دراز قد آدمی نے کہا جو اُس دستے کا لیڈر معلوم ہوتا تھا۔ جیمسن نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے چلتا رہا۔ وہ پہاڑ کی ڈھلان سے اُتر رہے تھے لیکن یہ وہ پہاڑ معلوم نہیں ہوتا تھا جس پر سنگ ہی سے ملاقات ہوئی تھی۔

"بہت زیادہ تھکن محسوس ہو تو آگاہ کر دیجئے گا۔ دراز قد آدمی نے کہا۔

"ضرور.... ضرور...." جیمسن ہنس کر بولا۔



وہ بہت دیر تک چلتے رہے۔ سنگ آگے تھا اور منہ سے "چک چک" کی آوازیں نکالتا ہوا اُن کی رہنمائی کر رہا تھا۔ تاریکی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ بالآخر وہ ایک غار میں پہنچے تھے۔

"سنبھل کر چلنا۔" سنگ نے کہا۔

"میرے پاس ماچس ہے۔" جوزف بولا۔

"یہ بڑی اچھی خبر سنائی۔ یہاں خشک گھاس کا انبار لگا رکھا ہے میں نے.. لاؤ ماچس مجھے دو۔"

جوزف نے ماچس والا ہاتھ آواز کی جانب پھیلا دیا۔ ماچس سنگ کے ہاتھ میں منتقل ہوئی اور ذرا ہی سی دیر میں غار روشن ہو گیا۔ سنگ نے خشک گھاس کے ایک ڈھیر میں آگ لگا دی اور بولا۔ "فی الحال یہی میری پناہ گاہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ میرا سراغ کھو چکے ہیں۔"

جوزف سوچ رہا تھا کہ اَب اُس کی نظر بوتل پر پڑ جائے گی جسے روشنی ہوتے ہی اُس نے اپنی گھاس کی گھگھریا میں چھپا لیا تھا۔

"لیکن چچا۔ اچانک وہ جھگڑا کیسے شروع ہو گیا تھا۔" عمران نے سوال کیا۔

"میں کیا جانوں ویسے کوئی خاص بات نہیں۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہی رہتے ہیں۔" سنگ بولا۔

"بہر حال اَب گھاس ہی کھانی پڑے گی۔ وہاں کم از کم ڈھنگ کا کھانا تو مل جاتا تھا۔"

"تمہارے ساتھ بڑی رعایت کی جارہی ہے۔"

"مجھے خود بھی اس پر حیرت ہے۔"

"اور شائد جیمسن تم سے بھی بہتر حالت میں ہے۔"

"ہو گا۔" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔ دفعتاً جوزف بڑے مضحکہ خیز انداز میں بیٹھ گیا۔ گھگھریا کے نیچے رانوں میں دبی ہوئی بوتل کھسکنے لگی تھی۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے!" سنگ نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اب تو کوئی تکلیف نہیں ہے۔" جوزف جلدی سے بولا اور مزید سنبھل کر بیٹھنے کی کوشش میں بوتل اُس کے نیچے سے سرک کر لڑھکتی ہوئی روشنی میں آگئی.... اور پھر وہ بدحواسی میں اس پر لیٹ گیا۔

"واہ...." سنگ نے زوردار قہقہہ لگایا۔ "یہ تکلیف تھی تمہیں۔"

"اس میں ایک قطرہ بھی کسی کو نہ دونگا، خواہ جان چلی جائے۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

سنگ نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا لیکن عمران اُس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "اسے مت پریشان کرو۔ بہت دکھی ہے۔ سب سے زیادہ قیامت اسی پر ٹوٹی ہے۔ ایک بوتل یومیہ کا سہارا ہو گیا تھا۔"

"تنہا تو نہیں پی سکتا میری موجودگی میں۔ کیا میں بھی ترسا ہوا نہیں ہوں.... میں جو ہمہ وقت بوتل میں غرق رہتا تھا۔"

"بات نہ بڑھاؤ.... تمہیں بھی مل جائے گی۔"

"نہیں باس.... مجھ پر یہ ظلم نہ کرو۔" جوزف کراہا۔

"لا بوتل مجھے دے۔"

"باس.... باس.... خدا کے لئے۔"

سنگ جوزف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُس پر اچانک ٹوٹ پڑنے کے لئے گھات لگا رہا ہو۔

عمران نے بوتل جوزف کے نیچے سے نکالی اور ایک بڑے پتھر پر پٹخ کر توڑ دی۔ بس پھر کیا تھا۔ سنگ کے منہ سے عمران کے لئے مغلظات کا طوفان امنڈ پڑا اور جوزف نے دہاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔

"ابے ابے چُپ.... رہ کہیں تیری آواز غار کے باہر نہ پہنچ جائے۔" عمران بوکھلا کر بولا۔

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" دفعتاً سنگ نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران جو اُس کی طرف سے غافل نہیں تھا بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا تھا۔

جوزف کی بلبلاہٹوں میں بریک لگ گیا۔ پھرتی سے اٹھا اور سنگ ہی کو چھاپ بیٹھا کیونکہ وہ اپنے حملے میں ناکامی کی بنا پر گر پڑا تھا۔ لیکن وہ سنگ ہی کو قابو میں نہ رکھ سکا.... اُچھل کر گھاس کے ایک ڈھیر پر جا گرا.... اور عمران نے اُس کی کراہ سُنی۔

"کیوں شامت آئی ہے چچا...." عمران سرد لہجے میں بولا۔

"اَبے تو نے بوتل کیوں توڑ دی؟" سنگ نے اُسی جگہ اچھل کر کہا۔

"میری مرضی۔"

سنگ نے پھر دو چار گالیاں دیں اور بوتل کی کرچیوں سے بچ کر چلتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ جوزف جہاں گرا تھا وہاں سے پھر نہ اٹھ سکا۔ شاید بیہوش ہو گیا تھا۔ پتا نہیں سنگ نے کہاں ضرب لگائی تھی۔ عمران نے اُسے گھاس کے ڈھیر سے اٹھا کر سیدھا لٹا دیا۔ پھر سنگ کو آواز دی۔

"مرے گا نہیں۔" کسی گوشے سے سنگ کی کھرکھراتی ہوئی سی آواز آئی۔ "اگر وہ مجھ پر حملہ نہ کرتا تو اِس حال کو نہ پہنچتا۔"

"تمہیں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔"

"اسی لئے تم نے بوتل توڑ دی۔"

"کبھی کبھی میں بھی سنک جاتا ہوں.... اسے جلد ہوش میں آنا چاہئے۔"

"یقین کرو.... اگر حالات نارمل ہوتے تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑتا۔"

"حالات نارمل ہونے کا انتظار کرو۔ میں کہیں بھاگا نہیں جاتا۔ جب دل چاہے زندہ نہ چھوڑنا۔"

سنگ کچھ نہ بولا اور عمران جوزف کو ہوش میں [illegible] تدبیریں کرتا رہا۔ وہ زیادہ دیر تک

بے خبر نہیں رہا تھا۔ ہوش آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کسی شکاری کتے کے سے انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"بس۔۔۔۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بات ختم ہو گئی۔ وہ ہیوی ویٹ چیمپئن نہیں ہے۔"

"ہم۔۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا باس۔"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا؟"

"مجھ کو کیا ہو گیا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ شاید تم نے خواب دیکھا ہے۔"

"وہ کہاں گیا؟"

"آرام کر رہا ہے۔"

"بدلہ ضرور لوں گا۔"

"کس بات کا؟ تم خواہ مخواہ چچا بھتیجے کے درمیان آگئے تھے۔ دخل اندازی مت کیا کرو۔"

"آخر گیا کہاں ہے؟"

"اُسے تم سے زیادہ دُکھ پہنچا ہے۔"

دفعتاً تاریک گوشے سے آواز آئی۔ "شور مت مچاؤ۔ مجھے نیند آرہی ہے۔"

"آہستہ بولو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "فی الحال وہ ہمارا محسن ہے۔ ہمیں اُس ہنگامے سے نکال لایا ہے۔"

"ہنگامہ بھی اِسی کتے کے بچے ہی نے برپا کرایا ہو گا۔ کوئی حرکت کر کے ہماری جھونپڑی میں گھسا۔"

"یہ بھی خارج از امکان نہیں ہے۔"

"تو پھر ہم اسی طرح اس سے مروّت برتتے رہیں گے۔"

"چل سو جا! آرام کر۔۔۔ یہ میرے دیکھنے کی باتیں ہیں۔"

جوزف چپ چاپ ایک جانب چلا گیا اور زمین پر خشک گھاس پھیلانے لگا۔ دوسری صبح بیدار ہوا تو سنگ وہاں موجود نہیں تھا۔

"تم نے دیکھا باس۔" جوزف بولا۔ "[illegible] کسی چکر میں پھانس کر خود غائب ہو گیا۔"

"ارے تو کیا میں اُس کے بھروسے پر گھر سے نکلا تھا؟" عمران بولا۔

"کچھ کھانے کے لئے تلاش کرنا چاہئے۔" جوزف نے کہا۔ اُسے خود بھی حیرت تھی کہ جنگلوں میں قدم رکھتے ہی اس کی بھوک کیوں کھل گئی تھی۔ ہر وقت پیٹ ہی کی فکر میں مبتلا رہتا تھا۔ عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ جوزف اُسے وہیں چھوڑ کر غار سے باہر نکل گیا۔

عمران نے گھاس کا ایک پولا بنایا اور اس میں آگ لگا کر ہاتھ میں اٹھائے غار کے تاریک گوشوں کا جائزہ لینے لگا۔ جگہ جگہ خشک گھاس کے ڈھیروں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔

"کیا دیکھتے پھر رہے ہو؟" دفعتاً عقب سے آواز آئی اور عمران چونک کر مڑا۔ ایک بڑا سا خوش رنگ طوطا غار کے دہانے کے قریب نظر آیا۔

"اخاہ تو آپ ہیں۔" عمران چہک کر بولا۔

"جنابِ عالی.... لیکن آپ کی تعریف؟" طوطے نے پوچھا۔

"آمد کا مقصد بیان کرو۔ تم مجھے جانتے ہو۔"

"وہ حرامی ایک گڑھے میں گر پڑا ہے.... خود سے نہیں نکل سکے گا۔"

"غالباً تمہاری وجہ سے گرا ہوگا۔"

"میں نے تو صرف باپ کا نام پوچھا تھا۔"

"مجھے حیرت ہے تھریسیا کہ آخر تم کس قسم کا کھیل کھیل رہی ہو؟"

"میرا نام الیگزنڈر ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس وقت میں براہِ راست تھریسیا سے مخاطب ہوں۔ اگر تم نے مجھے دنیا کے سامنے ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے پیش بھی کر دیا تو کیا ہوگا۔ میرا ملک عالمی برادری میں کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتا۔"

"تمہاری وجہ سے نمایاں حیثیت حاصل کرے گا۔ خواہ مخواہ دیر کر رہے ہو۔ اسے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کرو۔"

"اُسے جہنم میں جھونکو.... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"تمہاری مرضی.... اور ہاں سنگ تمہارا دردِ سر ہے، میرا نہیں.... میں یہاں سے ہلوں گا

ہی نہیں۔"

"شاید وہ زخمی بھی ہو گیا ہے۔"

"مجھے کوئی دل چسپی نہیں۔"

"تم پھر مزدوروں کے کسی کیمپ میں پہنچا دیئے جاؤ گے۔"

"پچھلی رات آخر کیا ہوا تھا؟"

"میں نے وجہ جاننے کی کوشش نہیں کی۔ بس وہ آپس میں لڑ پڑے تھے۔ اس کیمپ کے بہت تھوڑے مزدور زندہ بچے ہیں۔ کیا واقعی تم اُسے گڑھے سے نہیں نکالو گے؟"

"یقیناً اس گڑھے کی گہرائی کچھ زیادہ ہی ہو گی۔"

"یہی بات ہے۔ اسی لئے وہ کسی دوسرے کی مدد کے بغیر اُس سے چھٹکارا نہیں پا سکے گا۔"

"اُس نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ تم اُس کی بے بسی سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔"

"اور تمہارا اپنی پوزیشن کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میں اپنے تجربات میں اضافہ کر رہا ہوں۔"

طوطے نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "لیکن تمہارے تجربات سے لوگ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے.... خیر گھاس کا وہ ڈھیر ہٹاؤ جو تمہاری بائیں جانب ہے۔ اس کے نتیجے میں تمہیں چوری کا بہتیرا سامان ملے گا۔ رسی کا ایک بڑا لچھا بھی اس میں شامل ہے۔ سنگ نے یہ سارا سامان مختلف کیمپوں سے چرا کر یہاں اکٹھا کیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید ہم نے اس کا سراغ کھو دیا ہے۔"

"مجھے اس کی غلط فہمی کا اندازہ پہلے ہی ہو گیا تھا۔" عمران بولا۔

"کیمپ سے وہی تم دونوں کو یہاں لایا تھا۔"

"نہیں.... ہم بھاگ رہے تھے کہ وہ ٹکرا گیا۔"

"اور یہاں لے آیا۔"

"ظاہر ہے.... ورنہ اور کہیں ہوتے۔ ایک بات، کیا تم مجھے دیکھ بھی رہی ہو۔"

"پوری وضاحت کے ساتھ.... میں بھی دیکھ رہی ہوں اور طوطا بھی دیکھ رہا ہے۔ اس کی ایک آنکھ خود اس کے لئے ہے اور دوسرے میرے لئے۔"

"یعنی دوسری آنکھ ایک چھوٹا سا ٹی وی کیمرہ ہے۔"

"تم ٹھیک سمجھے۔"

"میرا خیال ہے کہ ایسے ہی بے شمار چلتے پھرتے اور اڑتے ہوئے کیمرے تمہیں جنگل کے احوال سے آگاہ کرتے رہتے ہوں گے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"لہٰذا اب ہمیں سچ مچ مایوس ہو جانا چاہئے۔"

"میں یہی جتانا چاہتی ہوں کہ تم لوگ یہاں سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔"

"آج کل تمہیں میری شکل کیسی لگتی ہے؟" عمران نے ہنس کر پوچھا۔

"خوفناک.... تمہاری ڈاڑھی بڑی تیزی سے بڑھتی ہے۔"

"گھر پر دن میں تین بار شیو کرنا پڑتا تھا۔" عمران نے کہا اور پھر چونک کر بولا۔ "اور وہاں، اُن دونوں عورتوں ریناؔ اور سارہ کا کیا حشر ہوا؟"

"دونوں میرے کام کی ہیں۔ اُن کی برین واشنگ کی جارہی ہے اور وہ تیزی سے ہمارے اثرات قبول کر رہی ہیں۔"

"میری بھی کر دو کہ اس عذاب سے نجات ملے۔"

"میں نے کہا تھا کہ اس ڈھیر کو ہٹاؤ۔"

"زیادہ دیر تک تمہاری دل نشین آواز سننا چاہتا ہوں۔"

"مکاری کی باتیں ختم کرو.... رسی کا لچھا ڈھیر سے نکالو اور میرے ساتھ چلو۔"

عمران نے گھاس کا ڈھیر ہٹانا شروع کیا تھا۔ پھر وہ متحیر رہ گیا کیونکہ اُس کے نیچے سے نہ صرف رسی کا لچھا برآمد ہوا بلکہ بہتیری ایسی چیزیں ملی تھیں جن کے بارے میں یہی سوچا جاسکتا تھا کہ سنگ نے اُن کی مالکوں کو جان ہی سے مار کر انہیں حاصل کیا ہوگا۔ ان میں دو رائفلیں وافر میگزین اور ایک ریوالور شامل تھا۔ زیرولینڈ کے سپاہیوں کی وردیاں بھی تھیں۔

عمران نے صرف رسی کا لچھا اٹھایا اور طوطے کے پیچھے چل پڑا.... غار سے نکل کر طوطا کچھ دور پیروں سے چلتا اور کچھ دور نیچی پرواز کرتا رہا.... بالآخر اس نے عمران کو اُس گڑھے کے قریب پہنچا دیا تھا اور قبل اس کے کہ عمران گڑھے میں جھانکتا طوطا ایک جانب پرواز کر کے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

وہ گڑھا کیا اچھا خاصا کنواں تھا۔ سنگ تہہ میں اوندھا لیٹا ہوا دکھائی دیا۔ عمران نے اُسے آواز دی۔ سنگ بڑی پھرتی سے سیدھا ہوا تھا۔

"میں رسی لٹکا رہا ہوں، اوپر آجاؤ۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔ سنگ نے ہاتھ ہلا کر انکار کیا اور پھر اوندھا ہو گیا۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائی تھیں۔ اُوپر سے ایسا لگ رہا تھا جیسے سنگ اوندھا پڑا اپنی پیشانی پتھر سے رگڑ رہا ہو۔

"کیا کسی صدمے نے تمہارا دماغ اُلٹ دیا ہے۔" عمران نے پھر ہانک لگائی۔ اس بار سنگ نے اُسے آواز دی۔ شاید رسی لٹکانے کو کہہ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے قریب کھڑا گہری گہری سانسیں لیتا نظر آیا۔ عمران نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ.... اب میں جوزف کو دیکھتا ہوں.... کہیں اُس پر بھی ایسی ہی کوئی افتاد نہ پڑی ہو۔!"

"نہیں.... ٹھہرو.... پہلے مجھے بتاؤ تمہیں کیونکر علم ہوا کہ میں گڑھے میں گر پڑا ہوں؟"

"طوطے نے نہ صرف اطلاع دی تھی بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ مجھے رسی کہاں سے ملے گی؟"

"کہاں سے ملی تھی؟"

"اُس نے مجھ سے گھاس کے ایک ڈھیر کو ہٹانے کے لئے کہا تھا۔"

"اور رسی تمہارے قریب ہی موجود تھی؟" سنگ نے سوال کیا۔

"مطمئن رہو۔ اُس نے وہ اسلحہ اور وردیاں بھی دیکھی تھیں جو اس ڈھیر کے نیچے سے برآمد ہوئی تھیں۔"

"تو میں غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ اُسے میری اس کمین گاہ کا علم نہیں ہے۔"

"کیا گڑھے میں گرنے سے قبل تمہیں وہ طوطا دکھائی دیا تھا۔"

"نہیں تو۔"

"لیکن مجھ سے اُس نے اسی انداز میں گفتگو کی تھی جیسے تم اُسکی وجہ سے گڑھے میں گرے ہو۔"

"اُس کا دور دور تک پتا نہیں تھا...." سنگ نے کہا اور کچھ سوچنے لگا پھر تھوڑی دیر بعد پُر سکون لہجے میں بولا۔ "وہ مجھے احساس بے بسی میں مبتلا نہیں کر سکتی۔"

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟"

"کیا اَب تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟" سنگ غرایا۔

"نہیں یہ اظہارِ ندامت ہے۔ مجھے پہلے ہی پوچھنا چاہئے تھا۔ بے خبری میں گر گئے ہو گے.... اور یہ تو اچھا خاصا کنواں ہے۔"

"تہہ تک پہنچنے سے پہلے ہی بے خبری کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس لئے بچ گیا ورنہ ہڈیوں کا ڈھیر ہوتا۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟ یہ غلط فہمی تو رفع ہو گئی کہ وہ لوگ تمہاری نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے قابل نہیں رہے۔"

"فکر نہ کرو۔ اس گڑھے کی تہہ میں مجھ پر ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ بس اسے محض اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ میں اس گڑھے میں جا گرا۔"

"کیا انکشاف ہوا ہے؟"

"یہ ابھی نہیں بتاؤں گا۔"



سفر لمبا معلوم ہوتا تھا۔ پشت پر ہاتھ بندھے ہونے کی بنا پر چلنے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ کئی بار وہ لڑکھڑا کر گرنے کو ہوا تھا لیکن مسلح آدمیوں میں سے کسی نے اُسے سنبھال لیا تھا۔

"تم آخر میری ہتھ کڑیاں کیوں نہیں کھول دیتے.... میں نہتا ہوں.... تم لوگوں سے بچ نہیں سکوں گا۔" جیمسن نے مسلح آدمیوں سے کہا.... لیکن وہ کچھ نہ بولے۔

آخر ایک جگہ جیمسن جھنجھلا کر بیٹھ گیا۔ وہ ساتوں بھی بیٹھ گئے۔ لیکن ایسا نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ جیمسن کی وجہ سے بیٹھے ہوں.... اُن میں سے ایک نے جیب سے تاش کی گڈی نکالی اور اپنے ساتھیوں کے درمیان پتے بانٹنے لگا۔

جیمسن حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ وہ اُس کی طرف سے لاپرواہ ہو کر کھیل میں مشغول ہو گئے۔

"آخر جانا کہاں ہے؟" جیمسن نے غصیلی آواز میں پوچھا لیکن اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا۔ انہوں نے اُس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔ دفعتاً کسی طرف سے وہی طوطا بر آمد ہوا اور جیمسن

کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

"کیا اب تم بھی بور کرو گے؟" جیمسن بھنا کر بولا۔

"یہ لوگ تو تم سے بات نہیں کریں گے۔ میں نے سوچا میں ہی کچھ کروں۔"

"تم کیا کر سکو گے۔ یہ تک تو بتا نہیں سکتے کہ بیچارے یونٹ گورنر کے ساتھ یہ برتاؤ کیوں کیا گیا ہے؟"

"اس لئے کہ یونٹ گورنر براہِ راست آسمان سے نہیں اُترا۔ اُس نے بھی اسی زمین پر عام آدمیوں کی طرح جنم لیا ہے۔ اس لئے اُس کے ہاتھوں میں بھی ہتھ کڑیاں پڑ سکتی ہیں۔"

"لیکن مجھے میرا قصور تو بتایا جائے؟"

"تم نے اپنے آدمیوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا تھا۔ اُن کے کھانے پینے کے لئے ایسی چیزیں بھجوائی تھیں جو دوسرے مزدوروں کو میسر نہیں ہیں۔"

"کوئی میں نے اپنی مرضی سے بھجوائی تھیں؟ میریلین نے کہا تھا۔" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"تم نے اس مسئلے پر میریلین کی مخالفت کیوں نہیں کی تھی؟"

"کیا مجھے مخالفت کرنی چاہئے تھی؟"

"یقیناً.... گورنر ہو.... کاٹھ کے اُلو نہیں....!"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں گورنر بنا دینے کے بعد گورنری کا امتحان لیا جاتا ہے۔"

"زیرولینڈ کے گورنر حاکم نہیں، محکوم ہوتے ہیں۔"

"آدمیوں سے زیادہ بہتر گورنر تو تم خود ثابت ہو سکتے تھے۔"

"مگر میں محض ایک طوطا ہوں۔"

"لیکن اس گھوڑے سے بہتر ہو جو اپنی بات آدمیوں تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اس کے باوجود بھی گورنر تھا۔"

"باتوں میں وقت ضائع نہ کرو، جہاں لے جائے جا رہے ہو، چلے جاؤ۔ یہ لوگ اس عالم میں بھی تمہارا اتنا احترام کر رہے ہیں کہ تم بیٹھ گئے تو انہوں نے اس پر کوئی اعتراض ہی نہیں کیا۔"

"تم بھی میرے ساتھ چلو تو کتنا اچھا ہو۔" جیمسن بولا۔

طوطا اس بات کا جواب دینے کی بجائے پھر سے اُڑ گیا۔ پھر جیمسن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اُسے

اٹھتے دیکھ کر مسلح آدمیوں نے کھیل کو جہاں تہاں چھوڑا اور پتے سمیٹ کر خود بھی چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔

سفر پھر شروع ہو گیا۔ اس بار آدھے گھنٹے تک چلتے رہنا پڑا تھا۔ ایک جگہ رک کر جیمسن کی آنکھوں پر پھر چرمی تسمہ چڑھا دیا گیا اور دو آدمی اس کے بازو پکڑ کر اُسے آگے بڑھانے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ دیکھنے کے قابل ہوا تھا۔ یعنی چرمی تسمہ آنکھوں پر سے ہٹا دیا تھا۔ اُس نے خود کو ایک بہت بڑے ہال میں پایا جہاں دیواروں پر دنیا کے نامی گرامی آرٹسٹوں کی پینٹنگز آویزاں تھیں۔ مسلح آدمی اُسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے اور وہ ٹہل ٹہل کر اُن تصاویر کا جائزہ لینے لگا۔ اب اُس کے ہاتھ بھی آزاد تھے۔ مسلح آدمی ہتھ کڑیاں اتار لے گئے تھے۔ ذرا ہی سی دیر میں اُس کا انہماک بڑھ گیا۔ اُسے فنِ مصوری سے بھی دل چسپی تھی۔

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر مڑا اور پھر اس کی باچھیں کھل گئیں۔ ریناؔ اور سارہ تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی اُس کی جانب بڑھتی آرہی تھیں۔

''تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟'' ریناؔ نے قریب پہنچ کر درشت لہجے میں پوچھا۔

''بد نصیبی محترمہ ریناؔ کہ تم مجھے نہیں پہچان سکیں۔''

''میں نہیں پہچانتی۔''

''اور یہ محترمہ سارہ ہیں۔''

''پھر اس سے کیا؟ یہاں سے چلے جاؤ۔ یونٹ کا گورنر تصاویر دیکھنے آرہا ہے۔''

''میں جیمسن ہوں۔ تم نے مجھے سیاہ فام دیکھا تھا۔ مسٹر علی عمران کے ساتھ۔''

''اوہ.... تو تم وہ ہو....'' سارہ آگے بڑھ کر اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ ''بے شک ناک نقشہ وہی ہے۔''

''کچھ بھی ہو، تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ ورنہ ہم سے جواب طلب کر لیا جائے گا۔'' ریناؔ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں آنے والا تھا۔''

''کہیں مجھے کسی کو بلانا نہ پڑ جائے۔'' ریناؔ جھنجھلا کر بولی۔

''ضرور بلاؤ میں تو نہیں جاؤں گا۔''

"گولی ماردی جائے گی، گورنر آرہا ہے اور یہاں ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔"

"ایسی بھی کیا بے مروتی محترمہ رینا۔۔۔ اور محترمہ سارہ آپ بھی تو کچھ بولئے۔"

"میں کیا بولوں یہ غلط نہیں کہہ رہی۔"

"اچھا تو پھر جسے دل چاہے بُلالو۔ میں نہیں جاؤں گا۔"

رینا، سارہ کو وہیں چھوڑ کر تنتناتی ہوئی چلی گئی اور جیمسن مُسکرا کر بولا۔ "ابھی محترمہ رینا کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ اس وقت یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں آنے والا تھا۔"

"تم کہاں سے آئے ہو؟"

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پھر کئی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ رینا دو مسلح آدمیوں سمیت واپس آئی تھی۔ جیسے ہی اُن کی نظر جیمسن پر پڑی انہوں نے ایڑیاں بجا کر اُسے سلیوٹ کیا۔ رینا اور سارہ حیرت سے ایک دوسری کو دیکھنے لگیں۔

ایک مسلح آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔ "لیڈیز۔۔۔۔ ہز ایکسیلنسی جیمسن بقٹی دی گورنر آف یونٹ الیون۔"

دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر سب سے پہلے رینا کی آواز نکلی تھی۔ اس نے تصاویر کے بارے میں کسی گراموفون ریکارڈر کی طرح بجنا شروع کر دیا تھا۔ سارہ بھی بے حد سنجیدہ ہو گئی تھی۔ دفعتاً جیمسن کو ہنسی آگئی اور اس نے ہاتھ اٹھا کر رینا سے کہا۔ "بس کرو۔۔۔۔ میں اِن تصاویر کے بارے میں خاصی معلومات رکھتا ہوں۔"

وہ خاموش ہو گئی اُس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔

"میں تم دونوں میں بڑی تبدیلیاں محسوس کر رہا ہوں۔" جیمسن نے کہا اور رینا بولی۔

"یس یور ایکسی لنسی! ہم اپنی اس تبدیلی پر مسرور ہیں۔ اب ہماری آنکھیں کھلی ہیں اور اَب ہم دل و جان سے اِن لوگوں کے ساتھ ہیں۔"

"کک۔۔۔۔ کیا مطلب؟"

"یہ واحد تنظیم ہے جو ساری دنیا کو دُکھوں سے نجات دلا سکتی ہے اور اَب ہم چاہے جہاں رہیں تنظیم کے وفادار رہیں گے۔"

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"یس یور ایکسی لنسی، ہم اس بارے میں قطعی سنجیدہ ہیں اور اَب دنیا کی کوئی طاقت ہمارے خیالات نہیں بدل سکتی.... ساری دنیا کے عوام کو جو فریب دیا جارہا ہے اُس کا پردہ ہم پر فاش ہو چکا ہے۔ لیکن کیا آپ کے خیالات نہیں بدلے یور ایکسی لنسی۔"

"ہرگز نہیں۔" جیمسن سر ہلا کر بولا

"پھر آپ گورنر کیسے بن گئے۔؟"

"مجھے تو پکڑ کر زبردستی گورنر بنادیا گیا ہے۔"

"اور یہ آپ کے حق میں بہتر ہوا ہے.... آپ کے دونوں ساتھی کہاں ہیں؟"

"وہ مزدور بنادیئے گئے ہیں۔"

"میں اُن کے لئے دکھی ہوں۔ وہ بھی راہِ راست پر آجاتے تو بہتر تھا۔"

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ واقعی سنجیدہ ہے۔ یا یہ محض حکمتِ عملی کا مظاہرہ ہے۔

"کیا تم بھی موزئیل رینا سے متفق ہو۔" جیمسن نے سارہ سے پوچھا۔

"میں رینا سے متفق ہوں یور ایکسی لنسی۔"

"کیا تم لوگوں کی برین واشنگ ہوئی ہے۔"

"یہی سمجھ لیجئے۔" رینا نے کہا۔ "ہمارے دماغ بے حد گندے تھے۔ لہذا ہم اس واشنگ پر بے حد مسرور ہیں۔"

"بہت خوب لیکن شائد تمہیں میرا حشر نہیں معلوم۔"

"میں نہیں سمجھی.... منیجر...."

"منیجر.... کیا مطلب؟"

"دراصل میں زیرو لینڈ کی اصطلاح استعمال کر گئی تھی۔ آپ منیجر ہی ہیں۔ لفظ گورنر تو آپ کو اپنی پوزیشن سمجھنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔"

"میں اَب بھی نہیں سمجھا۔"

"زیرو لینڈ میں گورنمنٹ یا گورنر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہ الفاظ شہنشاہیت کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ جمہوریت کے ساتھ لفظ حکومت لغو ہے.... اسے حکومت کی بجائے نظامت ہونا چاہئے۔ ہم اپنے لئے آقا نہیں منتظم منتخب کرتے ہیں.... منتظم حکم نہیں دیتے مشورہ دیتے ہیں۔ حکم سے آدمی کو ازلی بیر ہے۔ ہزار ہا سال سے اپنے دل سے حکم اور حکومت کے لئے کینہ پالتا آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پہلے قوم کے خادموں کو خوشی خوشی منتخب کرتا ہے اور پھر جب وہ حاکم بن جاتے ہیں تو انہیں گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے حکم اور حکومت کے خلاف لاشعور میں بیٹھی ہوئی نفرت اُسے گالیاں دلواتی ہے جسے اُس نے خود منتخب کیا تھا.... اس لئے زیرو لینڈ نے حکومت کو نظامت میں بدل دیا ہے.... وہاں حاکم نہیں ناظم ہوتا ہے۔ اس طرح تم گورنر نہیں منیجر ہو۔"

"آہا.... اس پر تو میں نے کبھی غور نہیں کیا تھا۔ واقعی جمہوریت کے ساتھ لفظ حکومت لایعنی ہے۔ لاشعور کے کسی نہ کسی گوشے میں یہ بات ضرور ہوتی ہو گی کہ ہمارے ساتھ فراڈ ہوا ہے.... ہم ایک ایسے شخص کو چنتے ہیں جو خود کو ہمارا خادم کہتا ہے۔ لیکن وہ حاکم بن بیٹھتا ہے۔ واہ کیا نکتہ ہے۔"

"ہر سمجھ دار آدمی ان خیالات سے متفق ہو جائے گا۔ اَب کیا تم اِسے برین واشنگ کہو گے؟"

"ہرگز نہیں.... یہ تو منطقی دلیل ہے۔ میں بھی اس حد تک متفق ہو سکتا ہوں، لیکن کچھ دیر پہلے میرے ساتھ جو برتاؤ ہوا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"مجھے بتاؤ شاید میں سمجھا سکوں۔"

"وہ مجھے یہاں ہتھکڑیاں لگا کر لائے تھے۔"

"کیا تم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تھی۔"

"ہاں ایک معمولی سے غلطی جو خود اُن کی ایما پر ہوئی تھی۔ خود میں نے فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مجھے وہ کام کرنا چاہئے یا نہیں۔"

"یہی آپ کی غلطی تھی۔" سارہ بول پڑی اور رینا نے کہا۔ "دراصل تم ابھی نئے نئے ہو۔ ورنہ تمہیں خود ہی اپنے لئے کوئی سزا تجویز کر لینی چاہئے تھی۔ یہاں یہی ہوتا ہے۔ ناظم اپنی کسی غلطی پر خود کو ایسی سزا دیتا ہے کہ سب کو علم ہو جائے کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے....

کل ہی میں نے ٹیلی ویژن پر یونٹ نمبر آٹھ کے گورنر یا ناظم کو دیکھا تھا۔ اس کی پتلون کا ایک پائینچہ گھٹنے کے اوپر سے غائب تھا۔ زیرو لینڈ کے باشندوں نے سمجھ لیا ہو گا کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اب وہ کم از کم ایک ہفتے تک ڈیڑھ پائینچوں کی پتلون پہنے رہے گا اور اپنے فرائض بھی انجام دیتا رہے گا۔"

"یعنی ہتھ کڑیاں لگی ہونے کے باوجود بھی میں گورنر ہی تھا۔"

"بالکل.... ورنہ تم یہاں بحیثیت مہمان کیوں نظر آتے اور میرا خیال ہے کہ تم اب یہیں رہو گے۔ کیونکہ یہ گورنر کا سیکریٹریٹ ہے.... ہم دونوں سیکریٹری ہی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ تم دونوں مجھے احساس دلاتی رہو گی کہ مجھے کس معاملے کو کس طرح نپٹانا چاہئے۔ غلطیوں کی سزا کے لئے مستقل طور پر کوئی ایک رویہ اپنالوں گا۔ مثلاً پیچھے لال رنگ کا فیتہ دُم کی طرح لٹکا لیا کروں گا۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔" سارہ مسکرا کر بولی۔

"اُس گوریلے کا خیال دل سے نکالا یا نہیں۔" جیمسن نے اُس سے پوچھا۔

"میں نجی زندگی سے متعلق کسی سوال کا جواب دینے یا نہ دینے کا حق محفوظ رکھتی ہوں۔" سارہ کسی قدر ناگواری سے بولی۔

"اگر اس سے تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔

"یہ ہوئی نا بات۔" ریناخوش ہو کر بولی۔ "ووٹ دینے والے لاشعوری طور پر یہی چاہتے ہیں کہ منتخب ہونے والے اسی سطح پر آجائیں۔"

"لیکن میں تو نامزد گورنر ہوں۔"

"ہم سب فی الحال تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں۔ بعض یونٹوں میں الیکشن بھی ہوتے ہیں۔ پہلے تمہیں یہاں تربیت دی جائے گی پھر کسی دوسرے یونٹ میں جا کر الیکشن لڑو گے۔ تربیت ضروری چیز ہے۔ یہ کیا کہ ایک معمولی کلرک کو کلرکی کا امتحان دینا پڑے۔ ایک پولیس کانسٹیبل رنگروٹی کا دور گزارے بغیر کام سے نہ لگایا جائے لیکن ترکاریوں کے آڑھتی، بے مروت، جاگیردار

اور گاؤدی قسم کے تاجر براہِ راست اسمبلیوں میں جابیٹھیں اور قانون سازی فرمانے لگیں اور اُن ہی میں سے کچھ کابینہ کے ارکان بن جائیں۔"

"واقعی تم تو میری آنکھیں کھولے دے رہی ہو۔ سوچنے کی بات ہے کہ نچلی سطح پر امتحانات اور ٹریننگ کا چکر چلتا رہے اور اوپر جس کا دل چاہے پہنچ جائے۔ بس جیب بھاری ہونی چاہئے۔ نہ کوئی امتحان اور نہ کوئی ٹریننگ.... واہ بھئی زیرو لینڈ.... خواہ مخواہ کہا جاتا ہے کہ یہ جرائم پیشہ لوگوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔"

"ہر نئی چیز کے لئے پہلے اسی طرح غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ کاش تمہارے باس کو بھی عقل آجاتی۔ خیر کوئی بات نہیں جسمانی مشقت ذہن کی کھڑکیاں کھول دے گی۔"

"ناممکن مائی ڈیئر.... چکنے گھڑے ہمیشہ چکنے گھڑے ہی رہتے ہیں خواہ ان پر سے کتنا ہی پانی کیوں نہ گزر جائے۔"

"تو تم مجھ سے متفق ہو نا؟"

"بالکل.... کوئی بے مغز آدمی ہی تم سے اختلاف کر سکے گا۔"

"کیا تم اپنی اس تبدیلی کو برین واشنگ کہو گے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہ تو غور و فکر کے دروازے کھولنے والی چیز ہوئی۔"

"اچھا تو اب کبھی بھی برین واشنگ کا نام نہ لینا۔ یہ اصطلاح مخالف کیمپوں کی پیدا کردہ ہے۔ تنظیم کسی کی بھی مخالف نہیں۔ اُس کا رویہ مثبت ہے۔"

"یہ بات بھی سمجھ میں آگئی۔" جیمسن نے سر ہلا کر کہا۔

دفعتاً تیز قسم کی گھنٹی کی آواز ہال میں گونجنے لگی اور ریتا نے جیمسن سے کہا۔ "چلو لنچ کا وقت ہو گیا ہے۔ تم دیکھو گے کہ یہاں کا سارا عملہ ایک ہی میز پر لنچ کرے گا اور تم جو گورنر ہو تم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو گے۔

"میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہو گی۔"



غار کے قریب پہنچے تو سنگ نے کہا۔ "میری ساری محنت برباد ہو گئی ہو گی۔"

"میں نہیں سمجھا۔" عمران بولا۔

"اب اندر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ بڑی محنت سے وہ سب کام کی چیزیں جمع کی تھیں۔ اب افسوس ہو رہا ہے کہ تمہیں یہاں کیوں لایا تھا؟"

"یعنی تمہارا خیال ہے کہ ہماری وجہ سے تھریسیا کو تمہاری اس کمین گاہ کا سراغ ملا۔"

"پھر کیا سوچوں، اُس نے پہلے یہاں کیوں چھاپہ نہیں مارا؟"

"یہ بھی ٹھیک کہتے ہو۔"

وہ غار میں داخل ہوئے اور سنگ کا خیال بالکل درست نکلا۔ گھاس کے سارے ڈھیر بکھرے پڑے تھے اور لوٹ کا مال غائب تھا۔

"تم نے دیکھا۔" سنگ، عمران کو اپنی چھوٹی چھوٹی مگر بے حد چمکیلی آنکھوں سے گھورتا ہوا بولا۔

"اب تو واقعی مجھے بھی افسوس ہو رہا ہے یہاں اپنی آمد پر۔"

سنگ کچھ نہ بولا.... رسی کا لچھا اُس نے اپنے کاندھے پر ڈال رکھا تھا.... تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "تم ٹھہرو..... میں ابھی آیا۔"

جدھر سے وہ لوگ آئے تھے ادھر ہی لوٹ گیا۔ عمران جوزف سے متعلق تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا کیونکہ ابھی تک اُس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سنگ واپس آ گیا لیکن رسی کا لچھا اب اس کے کاندھے پر نہیں تھا۔ شاید اُسے اور کہیں چھپا آیا تھا۔ عمران نے اُس سے اِس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔

"کیا وہ ابھی تک واپس نہیں آیا؟" سنگ نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے تشویش ہو گئی ہے۔"

سنگ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔ اُس کا ذہن شاید کہیں اور تھا۔ آنکھوں کی چمک کچھ بڑھی ہوئی سی لگ رہی تھیں۔ دفعتاً ہاتھ ہلا کر بولا۔ "آخر وہ خود کو سمجھتی کیا ہے۔ اَب میں اُسے دیکھ لوں گا۔"

عمران نے اُس پر اچٹتی ہوئی سی نظر ڈالی اور اٹھ گیا۔ غار سے باہر نکل کر چاروں طرف نظر دوڑانے لگا۔ آخر جوزف کدھر نکل گیا تھا۔ کہیں کسی دشواری میں نہ پڑ گیا ہو۔

اُس نے پھر سنگ کی آواز سُنی جو اُس کے عقب میں کھڑا کہہ رہا تھا۔ "ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"جوزف پھلوں کی تلاش میں گیا تھا تمہیں اندازہ ہے کہ وہ کس طرف گیا ہوگا۔" عمران نے اس سے پوچھا۔

"تب تو ہو سکتا ہے کہ وہ مچھلیاں پکڑنے لگا ہو۔" سنگ نے جواب دیا۔

"تمہارا دماغ اپنی جگہ ہی پر ہے یا نہیں۔؟"

سنگ نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "تم سمجھتے ہو شاید اس چھاپے نے مجھے گہرا صدمہ پہنچایا ہے۔"

"باتیں تو اسی طرح کی کر رہے ہو۔" عمران نے کہا۔

"تم سمجھے نہیں۔ مچھلیاں دیکھ کر اُس نے پھلوں کی تلاش ملتوی کر دی ہوگی۔ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر دو چھوٹی چھوٹی جھیلیں ہیں۔ جنہیں ایک پتلی سی نالی ملاتی ہے۔ اُسی نالی سے بے شمار مچھلیاں ہر وقت ادھر سے اُدھر ہوتی رہتی ہیں۔ اگر مشق ہو تو انہیں بہ آسانی پکڑا جا سکتا ہے۔"

"چلو.... دیکھیں۔" عمران بولا۔

"ویسے مجھے یقین ہے کہ ہم پھر جدا کر دیئے جائیں گے۔" سنگ نے کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو تم مجھے وہ جگہ دکھاؤ....!"

دونوں چل پڑے۔ یہاں زمین پر زیادہ گھنی روئیدگی نہیں تھی۔ زیادہ تر پتھریلی چٹانیں نظر آتی تھیں.... وہ نشیب میں اتر رہے تھے۔ قریباً دو فرلانگ سطح زمین پر چلنے کے بعد دو اونچی چٹانوں کی درمیانی دراڑ سے گزرے اور دوسری طرف پہنچتے ہی جوزف انہیں نظر آ گیا۔ اس نے مچھلیاں ضرور پکڑی تھیں لیکن اب پالتھی مارے بیٹھا نہ جانے کیا کر رہا تھا۔ کئی بڑی مچھلیاں کسی بیل کے ڈنٹھل میں پروئی ہوئی قریب ہی پڑی تھیں اور جوزف کی پشت اُن کی طرف تھی۔

عمران اور سنگ اس سے تھوڑی ہی دور کھڑے تھے لیکن اُس کے انہماک میں کمی نہ ہوئی۔

دفعتاً عمران نے اُسے للکارا۔ "اَبے یہ کیا ہو رہا ہے؟"

جوزف اچھل پڑا اور اُن کی طرف مڑ کر دانت نکال دیئے۔ اس کے ہاتھ میں ایک پمفلٹ نظر آیا۔ شاید وہ اتنے.... انہماک سے اسی کا مطالعہ کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟ عمران نے پوچھا۔

"ارے باس.... بس کیا بتاؤں.... میں تو زیرولینڈ کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔ یہ تو بڑے اچھے لوگ ہیں۔ بڑی عجیب باتیں کرتے ہیں۔ جو سمجھ میں بھی آ جاتی ہیں۔"

"ہاں، ہاں.... میں جانتا ہوں۔ حکومت اور نظامت کا چکر ہوگا۔ تجھے یہ پمفلٹ ملا کہاں سے۔؟"

"وہی طوطا دے گیا تھا۔" جوزف ہنس پڑا اور سنگ کی زبان سے بے ساختہ ایک گندی سی گالی نکل گئی۔

پھر جوزف سنجیدگی سے بولا۔ "کیا وہ سمجھ میں آنے والی باتیں نہیں ہیں۔"

"کیوں نہیں؟ کسی نے کوئی جرم کیا اور تھانے دار اُس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا گھگھیا رہا ہے کہ جنابِ عالی میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ ہتھ کڑیاں پہن لیجئے۔ میرے بال بچے آپ کو دعادیں گے.... دیکھئے اگر آپ نے انکار کیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ ادھر مجرم کہہ رہا ہے۔ میں چھ ماہ سے پہلے خود کو گرفتاری کے لئے پیش ہی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اغواہ کا کیس ہے اور میں نے ابھی تک مغویہ سے اظہارِ عشق تک نہیں کیا۔ جایئے چھ ماہ بعد آیئے گا۔"

"نہیں باس۔ تم اسے پڑھو اور سنجیدگی سے غور کرو۔"

"چل بے.... نہیں تو دو چار ہاتھ جھاڑ دوں گا۔"

جوزف نے بُرا سا منہ بنایا اور مچھلیاں اٹھا کر اُن کے ساتھ چلنے لگا۔

"باس.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر دنیا والے اتنے نادان کیوں ہیں۔ انہیں مجرم کیوں سمجھتے ہیں جو ان ہی کی بھلائی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں تجھے کسی درخت سے اُلٹا لٹکا دوں گا۔ کیا تجھے کی گولو کی زیارت گاہ یاد نہیں رہی۔ بیچارے سیدھے سادھے آدمیوں کو کس طرح بیوقوف بناتے تھے۔ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے اُن کے پاس دوسرا حربہ یہ پمفلٹ ہے۔ کسی نہ کسی طرح اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں.... تو کیا یہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ چکر اس لئے چلایا ہے کہ دنیا کی فلاح کے لئے کچھ کریں گے۔"

"پمفلٹ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔"

"ہر طرف خوبصورت الفاظ کے جال پھیلے ہوئے ہیں اور انسانیت مسلسل کراہ رہی ہے۔ بکواس بند کر اور اپنے کام سے کام رکھ۔ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ان کا طلسم توڑ دیں نہ کہ اس میں پھنس جائیں۔" عمران نے کہا اور پمفلٹ اس کے ہاتھ سے چھین کر پُرزے کر دیا۔ غار میں پہنچ کر انہوں نے آگ پر مچھلیاں بھونی تھیں اور پیٹ بھر لینے کے بعد پھر کھلے میں نکل آئے

تھے.... جوزف کے چہرے پر عجیب سی بیگانگی طاری تھی۔ سنگ نے آہستہ سے کہا۔"اَب اسے الگ ہی رکھو۔"

عمران نے نے پُر تشویش نظروں سے جوزف کی طرف دیکھا اور سر کو خفیف سی جنبش دی.... پھر اس سے پوچھا۔"کیا تم مچھلیاں کھانے کے بعد کچھ گرانی سی محسوس کر رہے ہو۔"

"شاید.... میرا سر بھاری ہو رہا ہے۔"

"تو تم جا کر غار میں آرام کرو....!"

"بہت اچھا باس۔"جوزف نے کہا اور غار کی طرف مڑ گیا۔

"ہمیں کسی ایسی جگہ چلنا چاہئے جہاں آس پاس کوئی درخت بھی نہ ہو۔" سنگ نے عمران سے کہا۔

عمران نے آہستہ سے سر ہلا کر ایک جانب چلنا شروع کر دیا۔ دونوں خاموشی سے راستہ طے کرتے رہے اور ایسی جگہ جا پہنچے جیسی چاہتے تھے۔ سنگ کچھ دیر ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا پھر بولا۔"وہ ہم دونوں کو اکٹھا نہیں رہنے دے گی۔ لہذا اس مہلت کو غنیمت جانو۔"

"سوال یہ ہے کہ کریں کیا.... تم نے غور کیا وہ جانوروں تک سے ہماری نگرانی کرا رہی ہے۔ صرف وہی ایک طوطا نہ ہو گا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ بہر حال مجھے جس جگہ کی تلاش تھی شاید میں نے اس کا سراغ پا لیا ہے۔" سنگ آہستہ سے بولا۔

"کس جگہ کی تلاش تھی؟"

"جہاں سے اس سارے کاروبار کو چلانے کے لئے بجلی فراہم ہوتی ہے۔"

"پاور پلانٹ۔"عمران خوش ہو کر بولا۔

"ہاں.... تقدیر مجھے اس اندیکھے گڑھے کی طرف لے گئی تھی اور میں اس میں گر پڑا تھا۔"

"لیکن.... اُس گڑھے میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔"عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے مشینوں کے چلنے کی آواز سنی تھی اور وہ کچھ زیادہ دور بھی نہیں معلوم ہوئی تھیں اور یہ آواز ایک ایسے سوراخ سے آ رہی تھی جس کا قطر کم از کم چھ انچ ضرور رہا ہو گا۔"

"اس سے تو مشینیں دکھائی بھی نہیں دی ہوں گی۔"

"نہیں، اسکی گہرائی عمودی تھی۔ میں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا تھا۔ تہہ سے ہاتھ نہیں لگا تھا۔"

"آہا.... تو تم گڑھے کی تہہ میں لیٹے ہوئے یہی کر رہے تھے۔"

"ہاں.... میں وہ دل خوش کُن شور سن رہا تھا۔ یقین کرو، میں پاور پلانٹ تک پہنچ گیا ہوں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ نے کچھ دیر اُسے بغور دیکھتے رہنے کے بعد کہا۔ "لیکن اُس سوراخ میں نہ تم گھس سکتے ہو اور نہ میں۔"

عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "ڈائینامائٹ"

"وہ کہاں سے فراہم ہوں گے؟" سنگ نے تردد آمیز لہجے میں کہا۔ "میں نے بہتیری ضروری چیزیں اکٹھا کرلی تھیں۔ بس ڈائینامائٹ ہی ہاتھ نہیں لگے۔"

"میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں سے دستیاب ہوں گے لیکن سر سے کفن باندھ کر چلنا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو، بس جگہ کی نشاندہی کردو۔"

"جہاں سے تم پہلے مجھے یہاں تک لائے ہو، وہیں چلنا ہوگا۔ مجھے اندھیرے میں راستے کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔"

"تمہارے چلنے کی ضرورت نہیں بس تم نشان دہی کردو۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ سارا سامان زیبرا مین کی نگرانی میں رہتا ہے۔"

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

عمران اُسے بتا ہی رہا تھا کہ زیبرا مین کے زیرِ نگرانی اسٹور تک کیسے پہنچ سکے گا کہ اچانک کسی ہیلی کوپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

پھر ہیلی کوپٹر بھی دکھائی دے گیا۔ خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا اور اُس کا رخ اُنہی دونوں کی طرف تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اُن پر جھپٹا مارے گا۔ دونوں بڑی پھرتی سے زمین پر گر گئے اور ہیلی کوپٹر اُن پر کسی سیال کی بوچھاڑ کرتا ہوا گزر گیا۔ عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اُسے برفاب سمندر میں دھکا دے دیا ہو.... اور پھر شاید وہ منجمد ہی ہو جانے کی کیفیت تھی جو اُس کے ذہن پر طاری ہوتی چلی گئی تھی۔ پھر پتہ نہیں کتنی دیر بعد اس کے کانوں میں جوزف کی آواز پڑی اور اس

نے آنکھیں کھول دیں لیکن فوری طور پر اٹھ نہ سکا۔ جسم و ذہن اب بھی شل ہو رہے تھے۔
جوزف اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ ”ہوش میں آؤ باس.... تمہیں کیا ہو گیا ہے؟“

”سنگ کہاں ہے؟“ عمران نے کمزور سے آواز میں پوچھا۔

”پتا نہیں باس.... اُوہ کیا یہ اُسی کی حرکت ہے؟“

عمران نے سر کو نفی میں جنبش دے کر کہا۔ ”وہ میرے ساتھ ہی تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر سے ہم پر گیس پھینکی گئی تھی۔ شاید وہ اُسے اٹھالے گئے۔“

”جہنم میں جائے۔“ جوزف سر جھٹک کر بولا۔ ”تم تو اٹھو۔“

عمران نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار کامیاب ہو گیا۔ جسم بُری طرح دکھ رہا تھا۔

جوزف اُسے اٹھا کر غار کی طرف لے چلا۔ ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ کہتا جا رہا تھا۔ ”تم میری اُس وقت کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرنا باس.... مجھے اس سے کیا غرض کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے یا کیا ہونا چاہئے۔ میری دنیا تو تم ہی ہو.... صرف تم....اگر تم جہنم میں بھی چھلانگ لگاؤ گے تو جوزف مگونڈا کو ساتھ ہی پاؤ گے۔“

”شکریہ جوزف۔“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”کیا تم اب بھی مزدوروں کے اس کیمپ تک پہنچ سکتے ہو جہاں سے ہم آئے تھے۔“

”کیوں نہیں باس.... ضرور پہنچ سکتا ہوں.... شہر میں راستہ بھٹک سکتا ہوں! لیکن جنگل میں ناممکن.... حالانکہ ہم اندھیرے میں وہاں سے بھاگے تھے لیکن یقین کرو کہ میں دوبارہ ٹھیک اسی جگہ پہنچ سکتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے، اب عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔“

دونوں غار میں واپس آ گئے۔ عمران اسی گڑھے کے بارے میں سوچ رہا تھا جس میں سنگ ہی گرا تھا لیکن سوال یہ تھا کہ اس میں اترا کس طرح جائے۔ پتا نہیں سنگ نے رسی کا لچھا کہاں چھپایا ہو۔ واپسی پر وہ اُس کے کاندھے پر پڑا ہوا تھا اور غار پر چھاپے کا انکشاف ہوتے ہی وہ اُسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور واپسی پر رسی کا لچھا اس کے کاندھے پر نہیں تھا۔



سنگ جاگا تو اپنے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے پائے۔ فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ سر گھما کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اُس کے دیوتا ہی کوچ کر گئے کیونکہ بائیں جانب تھوڑے ہی فاصلے پر زیبرا مین کھڑا نظر آیا تھا۔

اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہاں آنے کے بعد وہ کئی بار اپنے ارادے کے بغیر ادھر سے ادھر ہو چکا تھا لیکن اُس کے ہاتھ پہلے کبھی اس طرح نہیں باندھے گئے تھے۔ دفعتاً کسی جانب سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "تو تم ہوش میں آگئے۔" سنگ کچھ نہ بولا۔

"ہاں.... تم ہوش ہی میں ہو اور میری آواز بھی تمہارے کانوں تک بخوبی پہنچ رہی ہے۔"

اور تھریسیا کی آواز پہچانتے ہی اُس کی ذہنی بے حسی ایک لخت رفع ہو گئی۔ سارے جسم میں گرم گرم سی لہریں دوڑنے لگیں اور وہ کسی اسیر چیتے کی طرح غرایا۔ "سب کچھ سن رہا ہوں۔"

"اور غالباً زیبرا مین بھی تمہارے قریب ہی موجود ہے۔"

"ہاں اُسے بھی دیکھ رہا ہوں۔"

"اب بتاؤ کہ تم نے اور سامان کہاں کہاں چھپا رکھا ہے۔"

"تم تو سب جانتی ہی ہو۔ تلاش کرو.... آخر اُس غار میں تمہاری ہی نشان دہی کی بناء پر تو عمران کورسی کا لچھا ملا تھا اور اس کے بعد تم نے سارا سامان اٹھوا لیا تھا۔"

"اگر میں باخبر نہ ہوتی تو تم اسی گڑھے میں ایڑیاں رگڑ کر مر جاتے اور تمہاری آواز کسی تک نہ پہنچ سکتی۔"

"بہت بہت شکریہ۔" سنگ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"فضول باتیں بند کرو۔" تھریسیا کی آواز آئی۔ "فوراً تفصیل سے نشان دہی کرنا شروع کر دو۔ میرے کئی خاص آدمی غائب ہیں۔ وہ تمہارے ہی ہتھے چڑھے ہوں گے۔"

"تو پھر اعتراف کر لو کہ تم ہر آن مجھ پر نظر نہیں رکھ سکیں۔"

"اگر میں اعتراف بھی کر لوں تو تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟"

"تسکین پہنچے گی کہ میں نے تمہیں کئی بار ڈوج دیا ہے۔"

"میں تمہیں ایک اور موقع دیتی ہوں۔ اگر تین گھنٹے بعد تم نے سب کچھ اُگل نہ دیا تو زیبرا مین تمہیں دو حصوں میں تقسیم کر دے گا لیکن میرا خیال ہے کہ تم ایسی موت مرنا کبھی پسند نہ کرو گے۔"

"میں تمہیں کچھ بھی نہ بتاؤں گا۔ اس لئے مہلت نہ دو۔ زیبرا مین سے کہو کہ میری ٹانگیں چیر دے.... زندگی کا یہ آخری تجربہ میرے لئے خاصا حیرت انگیز اور انوکھا ثابت ہوگا۔"

"تین گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔" ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا گیا.... اور پھر سناٹا چھا گیا۔ زیبرا مین خاموش کھڑا سنگ ہی کو گھورے جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی بھی لمحے میں اُس پر جھپٹ پڑے گا۔ سنگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ گلو خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

یہ بھی ایک غار ہی تھا لیکن اس کے فرش کی سطح کو بڑی مہارت سے ہموار کر دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد زیبرا مین بھی باہر چلا گیا اور سنگ آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ شاید ہی کبھی اُس پر کوئی ایسا وقت پڑا ہو۔ رہائی کی کوئی اُمید نہیں تھی زندگی اور موت کے درمیان صرف تین گھنٹے کا فاصلہ.... لیکن وہ سنگ ہی تھا.... اُس نے سوچا کیوں نہ یہ تین گھنٹے خواب غفلت میں بسر کر دیئے جائیں اور ذرا ہی سی دیر میں وہ سچ مچ سو گیا.... اور اس وقت تک نہیں جاگا جب تک جگایا نہیں گیا۔ زیبرا مین نے اس کی گردن دبوچی اور اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ سنگ نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ کیونکہ سامنے ہی تھریسیا کھڑی نظر آئی تھی...."میں نے کہا کہ تمہیں ہڈیوں اور گوشت کے ملغوبے کی شکل میں بھی دیکھ لوں۔"

"شکریہ، ایسے دل کش چہرے نظروں کے سامنے ہوں تو کون بدبخت مر جانا نہ چاہے گا؟"

"اگر تم اب بھی ان جگہوں کی نشان دہی کر دو جہاں تم نے چوری کا مال چھپایا ہے تو تمہاری جان بچ جائے گی۔"

"جان بچانا کون چاہتا ہے میری جان.... اس فیل پچھاڑ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ایک گندہ ہاتھ میں لے لو اور میرا قیمہ کر کے رکھ دو۔ لیکن اس سے پہلے میری ایک خواہش پوری کر دو۔"

تھریسیا نے زیبرا مین کو اشارہ کیا اور وہ سنگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ غار کے دہانے کی طرف

سے گرجدار آواز آئی۔ "ٹھہرو۔"

دونوں چونک پڑے۔ زیبرا مین جہاں تھا، وہیں رہ گیا اور پھر انہیں ایک عجیب الخلقت جاندار نظر آیا۔ اس کے سارے جسم پر سیاہ رنگ کی کیچڑ لپٹی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی دلدل سے برآمد ہو کر سیدھا اُسی طرف چلا آیا ہو۔ زیبرا مین آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔ مینڈک نما شے کا رخ اسی کی طرف تھا۔ دفعتاً وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ انداز خوف زدگی ہی کا سا تھا۔ تھریسیا کا ہاتھ تیزی سے بلاؤز کے گریبان کی طرف گیا ہی تھا کہ جنگلی بیلوں کا ایک بہت بڑا ڈھیر اُس پر آپڑا۔ یہ ڈھیر بھی گویا اڑتا ہوا غار کے دہانے ہی کی طرف سے آیا تھا۔ تھریسیا جو اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ جھونک میں آکر دوسری طرف الٹ گئی.... اور دوبارہ اٹھنے کی کوشش میں بیلوں کے ڈھیر میں اس بُری طرح الجھی کہ اٹھ ہی نہ پائی۔ ادھر زیبرا مین نے کسی پاگل کتے کی طرح غرانا شروع کر دیا تھا۔ پھر یک بیک مینڈک نما شے پر ٹوٹ پڑا لیکن وہ اس کی گرفت سے نہ صرف پھسل گئی بلکہ بڑی پھرتی سے پلٹ کر اپنی اگلی ٹانگیں جوڑیں اور اُس کی گردن پر بھرپور وار کیا۔ عجیب سی آواز غار میں گونجی تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی چیز چٹاخ سے ٹوٹی ہو۔ زیبرا مین جہاں تھا وہیں رہ گیا اور پھر جو اُس نے کسی ذبح کئے ہوئے مرغ کی طرح تڑپنا پھڑکنا شروع کیا ہے تو غار میں بھونچال سا آگیا.... سنگ خاموش پڑا پلکیں جھپکائے بغیر یہ سب کچھ دیکھے جا رہا تھا، تھریسیا اٹھ کھڑی ہوئی تھی لیکن خود کو بیلوں کے جھکڑ سے ابھی تک آزاد نہیں کرا پائی تھی۔ اس کا چمک دار اور ننھا سا پستول بلاؤز کے گریبان سے نکل کر دور جا پڑا تھا۔ سنگ کی نظر اُس پر پڑی اور وہ پیٹ کے بل آہستہ آہستہ اس کی جانب کھسکنے لگا۔

مینڈک نما شے کے جسم پر لپٹی ہوئی کیچڑ غار کے سطح فرش پر جگہ جگہ پھیل گئی تھی.... زیبرا مین کا جسم اب ساکت ہو چکا تھا.... ادھر تھریسیا کا پستول سنگ نے چھاپ لیا تھا۔ ویسے شاید اَب اُسے پستول کی سدھ ہی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ کیچڑ میں لتھڑی ہوئی مینڈک نما شے آہستہ آہستہ تھریسیا ہی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تھریسیا نے بیلوں کے جھاڑ جھنکاڑ سمیت غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگائی لیکن باہر نہ نکل سکی۔ کیونکہ ایک لمبے تڑنگے سیاہ فام آدمی نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

مینڈک نما شے بڑی تیزی سے اس کے پیچھے لپکی اور پھر دو ہی جستوں میں اُسے جالیا....

لیکن تھریسیا اُس کی گرفت سے نکل کر پھر پلٹ پڑی۔ اسی دوران میں وہ بیلوں کے بیچاک سے بھی نجات پا گئی تھی۔

"شٹ اَپ۔" دفعتاً تھریسیا گرجی اور جہاں تھی وہیں کھڑی ہو گئی۔ وہ دونوں بھی رُک گئے۔ سیاہ فام آدمی روشنی میں آ گیا تھا۔

"مجھے تم تینوں کو تمہاری بے خبری ہی میں ختم کر دینا چاہئے تھا۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

کیچڑ میں لتھڑا ہوا آدمی جو کچھ دیر پہلے ایک بہت بڑا مینڈک معلوم ہو تا رہا تھا۔ ہنس پڑا۔

"لیکن اَب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔" تھریسیا نے کہا۔

"جوزف تم ذرا میرے ہاتھ کھول دینا۔" سنگ بولا۔

"ضرور کھول دو.... " تھریسیا ایک طرف ہٹتی ہوئی بولی۔ "بلکہ میں خود ہی کھولے دیتی ہوں اور اُس کے بعد میں تم تینوں کو مار ڈالوں گی۔"

"ارے نہیں تم کہاں تکلیف کرو گی۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا اور سنگ سے کہا۔ "آرام سے لیٹے رہو۔ میں ذرا ان محترمہ سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابے، نہیں کوئی حماقت کر بیٹھے گا۔" سنگ نے جھنجھلا کر کہا۔

"چُپ چاپ پڑے رہو۔" عمران غرایا۔ "میں یہاں تمہارے لئے نہیں آیا تھا۔ تم تو اتفاقاً مل گئے۔ ہاں محترمہ ٹی.... تھری.... بی آخر تم نے ہم لوگوں کو یہاں کیوں الجھایا ہے۔"

"میں نے تو تمہیں واپس بھجوا دیا تھا۔ تم خود ہی آ پھنسے ہو۔"

"میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ آخر تم نے مجھے ان جہازوں کی تباہی کا ذریعہ کیوں بنایا تھا؟"

"اس لئے کہ تم دونوں افریقیوں کے لئے معتبر تھے۔" تھریسیا نے کہا اور پھر ہنسنے لگی۔

"کیا حقیقتاً اس سارے کھڑاگ کا مقصد محض اس حربے کے اثر انگیزی کا تجربہ کرنا تھا۔"

"ہمارے منصوبے کثیر المقاصد ہوتے ہیں۔"

"کثیر المفاسِد زیادہ موزوں لفظ ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"یہی سمجھ لو..... بحر حال اَب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"یہ کیا چیز تھی؟" عمران نے مُردہ زیبرا مین کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اِسے مار کر اکڑنہ دکھاؤ۔ ابھی ایسے درجنوں موجود ہیں۔"

"اگر ایسے ہی ہیں تو سب میرے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ فکر نہ کرو۔ لیکن یہ بول بھی سکتا تھا۔ مواکازی کے فراہم کردہ گونگوں میں سے نہیں تھا۔"

"تم بہت کچھ جانتے ہو۔"

"تم کسی سفید فام آدمی پر اس قسم کا تجربہ نہیں کر سکتیں اور یہ بیچارہ سفید فام ہی تھا۔ شاید ہاتھی پچھاڑ قسم کے زیبرا مین دو چار دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے لہٰذا تم نے اس پر صرف زیبرا مین کا میک اپ کرایا تھا تاکہ وانڈریوں کو قابو میں رکھ سکو۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" تھریسیا نے لاپرواہی سے کہا۔

"فرق یہ پڑتا ہے کہ اس وقت تمہارے سامنے کیچڑ میں لتھڑا ہوں۔ یہ انتظام میں نے اس لئے کیا تھا کہ طاقتور زیبرا مین کی گرفت سے پھسل جاؤں۔ اگر یہ یقین ہوتا کہ یہ محض دکھاوے کا زیبرا مین ہے تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ صاف ستھرا آکر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دیتا۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"اپنی اور اپنے ساتھیوں کی واپسی، جن میں وہ دونوں عورتیں بھی شامل ہیں۔"

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جیمسن کی بھی برین واشنگ ہو چکی ہے۔ وہ تینوں ہی تمہارے ساتھ جانے سے انکار کر دیں گے۔"

"میں ہر حال میں انہیں واپس لے جاؤں گا۔"

"بہت خوب۔" تھریسیا تلخ لہجے میں بولی۔ "تمہاری گفتگو کا انداز بتا رہا ہے جیسے تم نے مجھ پر فتح پالی ہو۔"

"میں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ ویسے کیا تم بتا سکتی ہو کہ تم نے اس تجربے کا ڈھونگ کیوں رچایا تھا؟"

"ڈھونگ.... کیا مطلب؟"

"یہ مہلک شعاع تمہاری حالیہ ایجاد نہیں ہے۔ آج سے تین سال پہلے تم لوگوں نے اس کا کامیاب تجربہ برازیل کے جنگلوں میں کیا تھا۔ اور اس کا علم تمہاری تنظیم کے دس افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔"

"اگر مجھے یہ بتادو کہ تمہیں اس کا علم کیونکر ہوا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم دونوں کے ساتھ

جیمسن، رینا اور سارہ کو بھی یہاں سے صحیح و سلامت نکال دوں گی۔" تھریسیا نے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں تحیر زدگی پائی جاتی تھی اور جوزف سنگ ہی کو گھورنے لگا تھا۔

"اس کی طرف مت دیکھو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "وہ بیچارہ اُن دس افراد میں شامل نہیں تھا۔"

"یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے، یہ نکل جائے گی۔" سنگ حلق پھاڑ کر چیخنے لگا۔

"میں کہتا ہوں خاموش پڑے رہو۔ ہماری بہت پرانی جان پہچان ہے۔"

"اسے تو میں ایک حقیر کیچوا بنا کر رکھ دوں گی۔" تھریسیا بولی۔

سنگ نے سن لیا اور تھریسیا کو ننگی گالیاں دینے لگا۔ عمران نے جوزف کو للکارا۔ "اُس کا منہ بند کر دو۔ میں خواتین کی شان میں گستاخی نہیں پسند کرتا۔"

"فضول باتیں نہیں۔" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"اچھا بھئی.... رہنے دے.... یہ چچا کو مادر پدر آزاد ہی دیکھنا چاہتی ہیں۔" عمران نے جوزف کو روکتے ہوئے کہا اور جوزف کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔ وہ سمجھا تھا۔ شاید اسی طرح سنگ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل جائے۔ وہ بوتل اب تک اس کے اعصاب پر سوار تھی جسے عمران نے سنگ کی وجہ سے توڑ دیا تھا۔

"مجھ سے صرف کام کی بات کرو۔" تھریسیا پھر بولی۔

"کیسی کام کی بات۔ ارے اب تم میری قیدی ہو۔" عمران بہت زور سے چہکا۔

"صرف یہ بتا دو کہ اس تجربے کے بارے میں تمہیں کس طرح علم ہوا تھا۔"

"اُن نو آدمیوں میں سے تین مر چکے ہیں۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "باقی بچے چھ۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو؟"

"اور شاید اِس تجربے کے ڈھونگ کے اصل مقصد سے بھی واقف ہوں۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" تھریسیا بُرا سامنہ بنا کر بولی۔

"حوالے کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ افریقہ کا ایک ملک ایٹمی طاقت بننا چاہتا ہے۔"

"اوہ....!" تھریسیا مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔ اس نے دانت بھی پیسے تھے۔ پھر اچانک جوزف نہ صرف اُچھل پڑا بلکہ اس کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی چیخ بھی نکلی۔ عمران کی بھی یہی

کیفیت ہوئی تھی لیکن وہ جوزف کی طرح چیخا نہیں تھا۔ صرف بوکھلا کر رہ گیا تھا۔

جوزف اُچھل کر بیلوں کے ڈھیر میں اُلجھا اور چاروں خانے چت گرا۔۔۔۔ کھوپڑی نے فرش سے ٹکرا کر زوردار آواز پیدا کی تھی۔ اس لمحے میں تھریسیا نے ایک لمبی جست لگائی اور بالکل ایسا لگا جیسے وہ فضا میں تیرتی ہوئی غار کے دہانے سے باہر نکل گئی ہو۔ عمران نے اُسی بوکھلاہٹ کے عالم میں اُسے پکڑنے کی کوشش کی اور جوزف سے اُلجھ کر اُسی پر ڈھیر ہو گیا۔ سنگ کا قہقہہ غار میں گونجا اور پھر وہ عمران کے لئے ایک صفت نسبتی قسم کی چکیلی سی گالی پر قناعت کر کے رہ گیا۔

"لونڈے ہو۔" اُس نے مایوسی سے کہا۔ "حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی اسی طرح ذلیل کراتی ہے۔"

"تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ پھر اُس نے جوزف کو بھی اٹھایا تھا۔۔۔۔ جوزف کی آنکھیں بند تھیں اور وہ زور زور سے سر جھٹک رہا تھا۔ ساتھ ہی کہتا جارہا تھا۔ "خدا غارت کرے اس کتے کے پلے کو جو میرے پیروں تلے آگیا تھا۔"

"اچھا بس جلدی سے ہوش میں آجا۔ وقت کم ہے۔ ورنہ اگر اب اس نے گھیرنے کی کوشش کی تو دشواری میں پڑیں گے۔" عمران نے کہا۔

"تم میرے ہاتھ کیوں نہیں کھول رہے۔" سنگ غرایا۔

"ہاں۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔" عمران اٹھ کر تیزی سے سنگ کی طرف بڑھا اور اُس کے نیچے ہاتھ ڈال کر تھریسیا کا چمک دار پستول نکال لیا۔ اس پر سنگ چیخنے لگا تھا۔

"کیا کر رہے ہو؟ اس پر میں نے قبضہ کیا تھا۔"

"تم نے قبضہ کیا تھا تو چھین لو مجھ سے۔" عمران پستول کو اُلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔ پھر اُس نے سنگ سے کچھ دور رہتے ہوئے جوزف سے کہا۔ "پہلے اس کے ہاتھ کھول دو۔"

"گن گن کر بدلے لوں گا۔" سنگ بولا۔

"تم اس کی دھمکی سن رہے ہو باس؟"

"پرواہ مت کرو، کھول دو۔۔۔۔ یہ ابھی کی بات نہیں کر رہا۔ یہاں سے صحیح و سلامت بچ نکلنے کے بعد کی دھمکی ہے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ جوزف نے اس کے ہاتھ کھول دیئے اور عمران بولا۔ "اب تم دونوں بائیں

جانب سے چلے جاؤ۔ اسٹور ادھر ہی ہے۔ میں دہانے کے قریب ٹھہروں گا۔"

"پستول کے میگزین میں زیادہ سے زیادہ چھ گولیاں ہوں گی پاس، محتاط رہنا۔"

"یہ پستول نہیں ہے۔ تم فکر نہ کرو، جو کہہ رہا ہوں اُس پر عمل کرو۔ ڈائنا مائٹ، بیٹری اور تاروں کے لچھے۔ جلدی کرو۔"

سنگ خاموشی سے جوزف کے ساتھ چلا گیا اور عمران غار کے دہانے کے قریب ایسے زاویے پر جم گیا کہ روشنی میں نہ رہے۔

باہر اندھیرا پھیلا ہوا تھا.... عمران نے پستول کا ایک بار پھر جائزہ لیا اور مطمئن انداز میں سر کو جنبش دے کر اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے نشیب میں چند سائے حرکت کرتے نظر آئے اور عمران نے تھریسیا والا پستول سیدھا کر لیا یہ حقیقتاً پستول نہیں بلکہ زیرو لینڈ والوں کا مختصر ترین مگر انتہائی تباہ کن حربہ الیکٹروگس تھا۔

دہانے کی جانب حرکت کرنے والے سائے بڑی احتیاط سے غار کے دہانے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اور اندھیرے میں اندازہ لگانا مشکل تھا کہ اُن کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہو گا۔ لہذا عمران انہیں للکارنے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا تھا۔ اس نے الیکٹروگس کا ٹریگر دبا کر اُسے نصف دائرے کی شکل میں حرکت دی اور متحرک سائے آوازیں نکالے بغیر اچھل اچھل کر دور جا گرے۔ صرف ان کے گرنے کی آوازیں سنائی دی تھیں اور پھر وہ آپس میں گڈ مڈ ہو کر رہ گئے تھے۔ عمران نے طویل سانس لی اور اُدھر دیکھنے لگا جدھر سنگ اور جوزف گئے تھے۔

اچانک غار میں اندھیرا ہو گیا۔ عمران پھرتی سے دوسری طرف گھوما اور الکٹروگس کا رخ بھی ادھر ہی کر دیا۔ ٹھیک اسی وقت سنگ کی سرگوشی سنائی دی۔ "احتیاطاً اندھیرا کیا ہے.... تم یہیں ٹھہرو۔ بہتیری کام کی چیزیں یہاں موجود ہیں۔"

"اتنا کچھ نہ سمیٹ لینا کہ اٹھا کر چل ہی نہ سکیں۔"

"یہ مجھ پر چھوڑ دو۔"



تھریسیا کیچڑ میں لت پت بھاگی تھی۔ اُسے خدشہ تھا کہ کہیں عمران تعاقب میں نہ چل پڑا ہو۔ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں سمٹ کر غار کی جانب نظر رکھتے ہوئے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ

ڈالا لیکن الکٹروگس موجود نہیں تھا۔ وہ تو اُس کی بے خبری ہی کے عالم میں گر گیا تھا۔ اس انکشاف سے مزید بدحواسی طاری ہوئی اور اُس نے اٹھ کر ایک جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اُس وقت بُری طرح گھر گئی تھی اگر اپنے ایک فن کو بروئے کار نہ لاتی تو ان دونوں سے چھٹکارا ناممکن ہوتا۔ اور یہ فن تھا "صوتی مغالطہ" کتے کے پلے کی آواز اُس نے خود نکالی تھی لیکن جوزف نے ایسا محسوس کیا تھا جیسے کوئی کتے کا پلا اس کے پیروں کے نیچے آ گیا ہو۔ وہ بوکھلا کر اچھلا اور اپنے ہی لائے ہوئے بیلوں کے جھاڑ جھنکار میں اُلجھ کر گر پڑا۔

عمران کو تو اُس کے اِس فن کا تجربہ پہلے بھی ہو چکا تھا لہٰذا اُس نے اضطراری ردِ عمل پر تھوڑی ہی دیر میں قابو پا لیا تھا۔ لیکن پھر بھی تھریسیا گرفت میں نہیں آئی تھی کیونکہ وہ خود ہی چکنی مٹی کے کیچڑ کی وجہ سے بام مچھلی ہو رہا تھا۔ بہر حال تھریسیا نکل آئی تھی اور اَب اُسے فکر تھی کہ الیکٹروگس جو اُس دوران غار ہی میں گر گیا تھا ان لوگوں کے ہاتھ نہ آ جائے۔ وہ بھاگم بھاگ قریب ہی کے ایک اور غار میں داخل ہوئی اور ایک جگہ کھڑی ہو کر کسی میکنزم کو حرکت دی۔ دوسرے ہی لمحے اوپر سے ایک کیج نیچے آیا تھا جس کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی اور کیج پھر اوپر اٹھتا چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک بڑے عالی شان کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ پہلی نظر میں اسے باور کر لینا دشوار ہی ہوتا کہ اُسے کسی پہاڑی کو اندر سے تراش کر بنایا گیا ہوگا۔

تھریسیا نے بڑی پھرتی سے اپنا کیچڑ میں لتھڑا ہوا لباس تبدیل کیا اور انٹر کوم کا سوئچ آن کر کے بولی۔ "راؤل.... پوسٹ نمبر تین پر گڑبڑ ہے۔ عمران اور جوزف نے سنگ کو رہا کرانے کی کوشش میں پوسٹ کے نگران کو مار ڈالا.... انہیں وہاں سے نکلنے نہ دو.... کاشن.... وہاں ایک الکٹروگس بھی گر گیا تھا تمہیں محتاط رہنا چاہئے۔ الیکٹروگس اُن کے قبضے میں نہ جانے پائے۔"

"بہت بہتر مادام۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "فوراً انتظام کیا جاتا ہے۔"

"مجھے باخبر رکھنا۔"

"بہت بہتر مادام۔"

وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلنے لگی تھی۔ دس منٹ بعد انٹر کوم سے آواز آئی۔ "پہلے دستے کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی مادام، اس لئے دوسرا دستہ روانہ کر دیا گیا ہے۔"

"بہت محتاط رہو..... کہیں الیکٹروگس اُن کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو۔"

"بہت بہتر مادام۔"

تھریسیا کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار صاف پڑھے جاسکتے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر میں اسے اطلاع مل گئی کہ پوسٹ نمبر تین پر بھیجے جانے والے پہلے دستے کا صفایا ہو چکا ہے اور اس کے افراد الیکٹروگس ہی کا شکار ہوئے تھے۔

"دوسرا دستہ ان تینوں کی تلاش میں ہے۔" انٹر کوم سے آواز آئی۔ اور تھریسیا پیر پٹخ کر بولی۔ "تم سب ناکارہ ہو۔ اَب ان کا سراغ ملنا ناممکن ہے۔"

"دوسرا دستہ گیلی مٹی کے نشانات پر اُن کے تعاقب میں ہے مادام۔"

"یہ دوسری بیوقوفی کی بات کر رہے ہو۔ سنگ اور عمران کوئی نشان نہیں چھوڑ جائیں گے کہ تم ان تک پہنچ سکو۔ پورے یونٹ کے نگرانوں کو ہوشیار کردو۔ جنگل کا چپہ چپہ چھان مارو۔ الیکٹروگس اُن کے قبضے میں نہیں رہنا چاہئے۔"

"بہت بہتر مادام۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

لیکن کچھ دیر بعد تھریسیا غصے سے پاگل ہوگئی۔ اس بار انٹر کام پر اطلاع ملی تھی کہ گیلی مٹی کے نشانات کا تعاقب کرنے والے بالآخر کیچڑ میں لتھڑی ہوئی گھاس کے اُس چھوٹے سے بنڈل تک پہنچ گئے تھے جو ایک سوراخ میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور اُس بنڈل کی حقیقت یہ تھی کہ جس ڈور سے اُسے باندھا گیا تھا۔ اُس کے دوسرے سرے پر ایک بڑی سی سیاہ چھپکلی کی کمر بندھی ہوئی تھی۔

"تم سب بالکل گدھے ہو۔" تھریسیا انٹر کام کے سامنے دہاڑی۔ "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے پیچھے نشانات چھوڑنے کی غلطی ہرگز نہیں کرسکتے۔ اب تمہارے فرشتے بھی اُن کا سراغ نہیں پاسکیں گے لیکن اگر صبح تک وہ الیکٹروگس میرے پاس نہ پہنچا تو تم سب سے نپٹ لوں گی۔"

"ہم سارا یونٹ چھان ماریں گے مادام۔" انٹر کام سے آواز آئی۔

اسی طرح دو گھنٹے گذر گئے لیکن ان لوگوں کا سراغ نہ مل سکا۔ آخر تھریسیا خود نکل کھڑی ہوئی۔ کیبن سے نکل کر غار کے دہانے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ایسا محسوس ہوا جیسے زلزلہ آگیا

ہو۔ لڑکھڑائی تھی۔ اگر سنبھل نہ گئی ہوتی تو منہ کے بل گرتی۔ ٹھیک اسی وقت برقی روشنی بھی غائب ہو گئی تھی۔

مگر اُس وقت وہ کیا دھاکہ تھا۔ بوکھلا کر غار کے دہانے کی طرف دوڑی پھر پلٹ آئی اور ٹٹولتی ہوئی اُس جگہ پہنچی جہاں کیج سے اتری تھی۔ کیج کی سلاخوں سے ہاتھ جالگا۔ گویا کیج اس کے اترنے کے بعد اوپر واپس نہیں گیا تھا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ برقی نظام فیل ہو گیا ہے دھماکہ پھر یاد آیا اور وہ اندھیرے میں گرتی پڑتی غار کے دہانے کی طرف بھاگی۔

کھلے میں نکل کر اُس نے اپنے آدمیوں کا شور سنا۔ وہ بد حواسی کے عالم میں مختلف غاروں سے نکل رہے تھے.... تھریسیا مضطربانہ انداز میں پوسٹ نمبر تین کی طرف دوڑتی رہی۔ اسی پوسٹ کے قریب ایک چھوٹا سا فے گراز ہر وقت موجود رہتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد فے گراز فضا میں بلند ہو رہا تھا اور پھر جلد ہی اُس خدشے کی تصدیق ہو گئی جس نے اُسے مضطرب کر رکھا تھا۔ اُس جگہ سے شعلے نکل رہے تھے۔ جہاں اس یونٹ کا پاور پلانٹ تھا۔

"سب کچھ تباہ ہو گیا۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ "لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ پاور پلانٹ تک پہنچ سکے ہوں۔"

اُس نے فے گراز کے کنٹرول بورڈ پر سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور ایک اسکرین روشن ہو گئی۔ اب فے گراز اس مقام کی طرف حرکت کر رہا تھا جہاں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اسکرین پر وہ جگہ آہستہ آہستہ قریب ہوتی جارہی تھی اور پھر جہنم کا وہ دہانہ اُسے بالکل صاف نظر آنے لگا جس کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔

"سب کچھ تباہ ہو گیا۔" وہ ایک بار پھر کراہی.... اور کنٹرول بورڈ کے اس بٹن کو دبایا جس کا تعلق بیٹری سے چلنے والے لاسلکی نظام سے تھا۔ اُس نے یونٹ نمبر گیارہ کے اُس دستے سے رابطہ قائم کیا جو بیٹری سے چلنے والے وائرلیس کو آپریٹ کرتا تھا۔

"ٹی تھری بی کالنگ.... یونٹ الیون۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ فوراً دوسری طرف سے جواب ملا۔ تھریسیا پھر بولی۔ "یونٹ کا پاور پلانٹ کسی طرح تباہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نظام بھی ناکارہ ہو گیا جو ہوائی حملے سے بچاؤ کرتا تھا۔ راؤل کو آگاہ کرو کہ اپر لیول کے سارے افراد

کو یہاں سے نکال لے جائے۔ اس سے پہلے ساری تعمیرات کو ڈائنامائیٹ کر دیا جائے.... راؤل سے کہو کہ اپرلیول کے افراد کو یونٹ نمبر آٹھ میں لے جائے.... اُوور.... اینڈ آل۔"

سوئچ آف کر کے تھریسیا نے فے گراز کا رخ بھی دوسری طرف موڑ دیا۔ نیچے تھوڑے ہی فاصلے پر شعلے لپک رہے تھے اور پتھر چیخ رہے تھے۔



دوسری صبح وہاں دھوئیں اور شعلوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ بے شمار سیاہ فام وانڈیری اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگتے پھر رہے تھے۔ ان ہی میں یہ تینوں بھی شامل تھے۔ اُن کی پچھلی رات والی کوشش بار آور ہوئی تھی۔ پوسٹ نمبر تین سے حاصل کئے ہوئے سامان کی مدد سے انہوں نے پاور پلانٹ کو تباہ کر دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ تھریسیا کی زبانی یہ خوش خبری بھی سُن لی تھی کہ ہوائی حملے سے بچاؤ کا نظام بھی پاور پلانٹ کی تباہی کی بناء پر ناکارہ ہو چکا ہے۔ شاید یہ خوش خبری ان تک نہ پہنچتی اگر سنگ کی دور اندیشی نے اُسے اسٹور سے ایک سفری ٹرانس میٹر بھی اٹھالانے پر مجبور نہ کر دیا ہوتا۔ اسی ٹرانس میٹر پر انہوں نے تھریسیا کا وہ پیغام سنا تھا جو یونٹ نمبر گیارہ کے کارکنوں کو دیا گیا تھا۔ اسی پیغام میں یہ اطلاع بھی شامل تھی کہ ہوائی حملے سے بچاؤ کا نظام ناکارہ ہو گیا ہے۔

"لیکن اب جیمسن کو کہاں تلاش کریں باس؟" جوزف نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ شاید اُس کے ذہن میں پہلے سے ہی یہ سوال موجود تھا۔

"اگر یہ حقیقت ہے کہ وہ اُس کی بھی برین واشنگ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی تو وہ بھی اپر لیول والوں ہی کے ساتھ یونٹ نمبر آٹھ میں منتقل کر دیا گیا ہوگا۔" سنگ ہی نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "پچھلی رات تم سے بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی تھی۔"

"مجھ سے؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں.... خواہ مخواہ بکواس شروع کر دی تھی۔ اُسے نکل جانے کا موقع مل گیا۔"

"میں صرف اپنے ایک خیال کی تصدیق چاہتا تھا اور وہ ہو گئی تھی۔" عمران طویل سانس لے

کر بولا۔

"کس خیال کی؟"

"اس ساری ہڑبونگ کا مقصد، میری دانست میں ایک بڑی طاقت کی توجہ کو ایک اہم مسئلے کی طرف سے ہٹانا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

میرا خیال ہے کہ تھریسیا آج کل کسی بڑے معاوضے پر جنوبی افریقہ کی سفید فام حکومت کے لئے کام کر رہی ہے۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"جنوبی افریقہ ایٹمی طاقت بننا چاہتا ہے۔ اُسے ری پروسسنگ پلانٹ کی ضرورت ہے لیکن اُس کی نسل پرست پالیسی کی بنا پر ساری دنیا میں اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔ بڑی طاقتیں بھی اس کے حق میں نہیں ہیں کہ ایٹمی طاقت بنے۔ لیکن ایک بڑی طاقت اسے ایٹمی طاقت بنانا چاہتی ہے۔ اُس کے لئے وہ چوری چھپے جنوبی افریقہ کی سفید فام حکومت کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ دوسری بڑی طاقت کو اس کی سُن گن مل گئی تھی۔ لہذا اس کے بحری جہازوں نے اُن راستوں کی نگرانی شروع کر دی جن سے یہ کالی مدد جنوبی افریقہ تک پہنچنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ غالباً تھریسیا یہ چاہتی تھی کہ تباہ کن ایٹمی شعاع کا قصہ سن کر نگرانی کرنے والے جہاز تنزانیہ کی طرف دوڑ پڑیں اور وہ راستہ صاف ہو جائے۔ جس سے ری پروسسنگ پلانٹ چوری چھپے جنوبی افریقہ پہنچایا جانے والا تھا۔

سنگ تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد بولا۔ "تمہارا یہ نظریہ درست بھی ہو سکتا ہے۔"

"پتا نہیں اس دوران میں اُسے اپنے مقصد میں کامیابی بھی ہو سکی یا نہیں؟"

"جہنم میں جائے۔ میرا مشن تو ناکام ہو گیا۔" سنگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"کون سا مشن؟"

"میں ٹنگانیکا کے اُس پار اسلحہ سمگل کرنا چاہتا تھا۔ میرا کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔"

"اب کیا یہیں بیٹھے رہیں گے باس؟" دفعتاً جوزف بولا۔

"نکل چلنے کی کوئی تدبیر کرو۔"

"جب تو ہی کوئی تدبیر نہیں کر سکتا تو میں کیا کر لوں گا۔ میں اس سرزمین پر اجنبی ہوں۔"

سنگ نے شانے سکوڑے اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ ”میں نہیں جانتا کہ اس ٹرانس میٹر کا دائرہ کار کتنا ہے لیکن پھر بھی ٹرائی کرتا ہوں۔“

”کسے ٹرائی کرو گے؟“ سنگ نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

”جنرل کیو کو۔“

”اب اُسے تمہاری کسی بات پر یقین نہیں آئے گا۔“

”سنو.... پچھلی رات والے دھماکے کی گوما میں ضرور ریکارڈ کیے گئے ہوں گے۔ آج کل اس بیس کی تمام تر توجہ اسی طرف ہو گی۔ میں اسے آگاہ کروں گا کہ جس نظام کے تحت حملہ آور جہاز تباہ ہو جاتے تھے۔ وہ غیر موثر ہو چکا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو پہلے پائیلٹ لیس جاسوسی طیارے ادھر بھجوا کر دیکھ لے۔“

”ہو سکتا ہے“ سنگ نے سر ہلا کر کہا۔ ”لیکن میری واپسی کس صورت میں ہو گی۔؟“

”میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں جنگل سے نکال کر تمہاری طرف سے آنکھیں بند کر لوں گا لیکن اگر کبھی میرے ملک میں دکھائی دیئے تو ہمارے درمیان اعلانِ جنگ کی تجدید ہو جائے گی۔“

”یہ نہایت طاقتور ٹرانس میٹر ہے، تم بخوبی اپنا پیغام کی گوما تک پہنچا سکو گے۔“ سنگ نے کہا۔

”تو پھر جلدی کرو باس۔“ جوزف بولا۔ ”یہ وانڈیری قبائل ذرا ہی سی دیر میں پاگل ہو جاتے ہیں۔ اُن کا کچھ اعتبار نہیں۔“

”تم اس کی فکر نہ کرو، میں ان کے لئے تنہا کافی ہوں۔“

”ہاں ٹھہرو۔“ سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”الیکٹروگس بھی تم میرے حوالے کر دو گے۔“

”پہلے تو مجھے جنرل کیو سے رابطہ قائم کرنے دو۔“

”یہ ناممکن ہے۔“ سنگ نے کہا۔ ”پہلے الیکٹروگس۔“

عمران اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اور الیکٹروگس نکال کر اُس کا رخ سنگ کی طرف کرتا ہوا بولا۔ ”کیوں نہ میں تمہیں ختم ہی کر دوں۔“

”ضرور.... ضرور۔“ سنگ نے اُسے ٹرانس میٹر دکھا کر کہا۔ ”میرے ہی ساتھ یہ بھی فنا ہو جائے گا۔ تمہاری آخری اُمید۔“

"میری تجویز بھی تو سنو۔" جوزف جلدی سے بول پڑا۔ "الیکٹروگس کے لئے قرعہ اندازی کیوں نہ ہو جائے بعد میں۔"

"مجھے منظور ہے۔" سنگ بولا۔

پھر عمران جنرل کیو سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اپنی کارگزاری سنا کر جاسوسی طیارہ بھیجنے کی تجویز پیش کی تھی جو منظور کرلی گئی۔

سارے احتیاطی مراحل سے گزرنے کے بعد لمبی پرواز والے ہیلی کوپٹروں کی آمد شروع ہوئی۔

جنرل کیو خود آیا تھا.... اور تنزانیہ کے فوجی جیمسن اور دونوں فرانسیسی عورتوں کو چاروں طرف تلاش کرتے پھرے تھے لیکن ان کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔

ادھر الیکٹروگس کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت ہی نہیں آنے پائی تھی۔ کیونکہ اچانک ایک جگہ سنگ کو وہی ایک درجن عورتیں نظر آگئیں تھیں جن سے بچتا پھر رہا تھا۔ بس پھر جو بھڑک کر بھاگا ہے تو اُس کی واپسی بھی نہیں ہو سکی تھی۔

ختم شد